

سلسلہ مددِ اعلیٰ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

مَلِكِ تَكْلِسُو الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْمَلُونَ
اور مت ملاحق میں باطل اور مت چھپاؤ سچ کو جان بوجھ کر

عظیم نظریۃ انسان و اسلامی نظام

ابوالاعلیٰ مودودی کی نظریہ میں



محمد اشفاق احمد

۱۲۳، لودھی منزل، سی، پی سوسائٹی

الحجۃ

قیمت: ایک روپیہ

752
252
مودودی کو بانی
منہج کرنے والے
اتحاد بزرگ کا
میں توجیہ ہوگا
سے منہج کیا جس نے تعلیم
کی اس کے معتقدین اگر تار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ

فقہ کی بات ہے کہ میں نے مرشدی و مولائی حضرت مولینا مطلوب الرحمن عثمانی (برادر بزرگ مفسر زمان محمد ثورانی) حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی (مفتی الاسلام پاکستان) سے مودودی صاحب کے بارے میں چند سوالات کئے، اس کے بعد متعدد نشستوں میں مختلف سوالات کرتا رہا جو اجمالاً مع جوابات درج ذیل ہیں:-

سوال ۱:- ابوالاعلیٰ مودودی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب:- حضرت نے جواب دیا "ابوالاعلیٰ مودودی پہلا شخص ہے جس نے مغز اسلام پر ضرب لگائی ہے۔" میں نے عرض کیا حضرت اسکی تشریح؟ آپ نے فرمایا "دیکھو تمام آسمانی مذاہب کا مشترک مقصد تزکیہ ہے۔ اس تزکیہ پر ضرب لگائی ہے۔ تزکیہ مغز اسلام ہے۔ تزکیہ مقاصد بعثت میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تزکیہ کو کتاب اور حکمت پر مقدم فرمایا ہے۔ اس کے بعد اس تقدیم کی وجہ بیان فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ جس طرح ہدایت کے کچھ نشانات ہیں، مگر اسی کے بھی کچھ نشانات ہیں یعنی لائن میں جو شخص گمراہ ہوتا ہے وہ سب سے پہلے اپنے زمانے کے علمائے حق کی تنقیص کرتا ہے، اس کا نفس اور ابھرتا ہے، پھر وہ علماء کے استادوں اور شاگردوں پر حملے کرتا ہے، پھر نفس اور مرکشی کرتا ہے اور متقدمین، مشائخ، علماء اور ائمہ پر تنقید کرتا ہے، اس کے بعد تابعین اور صحابہؓ تک پہنچتا ہے۔ ابوالاعلیٰ مودودی ان سب مراحل سے گزر چکا ہے، اس کے بعد فرمایا کہ شاہ ولی اللہؒ اور مجدد صاحبؒ کے ذیل میں اس نے تصوف کو چننا بیگم سے تعبیر کیا ہے۔"

اس کے بعد کئی مرتبہ فرمایا کہ اس زمانے میں ابوالاعلیٰ مودودی کو فتنہ اعظم سمجھتا ہوں، پرویز یوں اور قادیانیوں کا فتنہ کھلا ہوا ہے، اس کا فتنہ چھپا ہوا ہے، اس نے یہ فتنہ دوسرے فتنوں سے زیادہ خطرناک ہے، ایک مرتبہ فرمایا مودودی کہتا ہے کہ "اس امت میں کامل نہیں ہوا ہے" اس کے معنی یہ ہوئے کہ نعم نبوت کر کے نعوذ باللہ ہم پر اللہ تعالیٰ نے ظلم کیا کہ کھپلی امتوں کی ہدایت کے لئے توپے درپے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے اور اس امت کو ختم نبوت کر کے کالین سے بھی محروم کر دیا اور یہ امت گویا ہدایت سے بھی محروم ہو گئی، اس طرح ابوالاعلیٰ مودودی کا یہ جملہ دراصل ختمیت پر اعتراض ہے اور پھر قادیانی کیا کہتے ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ قادیانیوں نے بھی اسی استدلال سے کام لیا ہے کہ یہ امت سیکڑوں برس سے گمراہی میں چلی آ رہی ہے لہذا ایک نبی ہونا چاہیے جو ان کو ہدایت کرے۔

فرمایا تھا کہ "میرزا غلام احمدؒ یہ لوگ حکومت میں آگئے تو موجودہ لوگوں سے بدتر ثابت ہوں گے" اور یہ بھی

کی ایک ٹولی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وقت آن پہنچا ہے کہ اس فتنہ اعظم کو ظاہر کیا جائے کیونکہ اس فتنہ میں بہت اور اسلام پسندی کی خوشنما اصطلاح نے لوگوں کو چکر میں ڈال دیا ہے، مزید برآں سوشلزم کے اتداد۔

یہ سمجھنے لگے ہیں کہ اسلام پسندوں میں افتراق نہیں ہونا چاہیے اور مودودی کے فتنہ کو چھیڑنا نہ پسندوں کی صفوں میں شورش برپا ہوگی اور سوشلزم کے فتنہ اتداد کو قوت پہنچے گی شاید اس فتنہ

کر کے شکرانہ زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا تھا مودودی صاحب کی مختلف کتابوں کے اقتباسات کے پیش کرنے کا اصل منشا یہی ہے کہ لوگ اس فتنے سے باخبر ہو جائیں اور جان لیں کہ ہم کو اپنے بزرگوں سے جو اسلام پہنچا ہے وہ اس اسلام سے مختلف ہے جس کو ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کی جماعت نے کراچی ہے مودودی اور ان کی جماعت کو سوشلزم سے نفرت ہوتی تو ہمسکو نواز گروپ سے پانچ برس تک کیوں تعاون کرتے۔ معلوم ہو کہ اقتدار کی ہوس مختلف روپ بدلتی ہے، اس وقت ایوب کو ہٹانے کے لئے قسریٰ جماعت سے تعاون کیا جیسا کہ ڈھاکہ کی قرارداد کے پس منظر واقعات ثابت ہیں اور خود ڈھاکہ قرارداد کو بھی شاید ہے جب وہ خطرہ مل گیا تو اقتدار کی ہوس نے دوسرا رخ اختیار کیا اور وہ یہ کہ سوشلزم کو ایک سیاسی اسٹنٹ بنایا جائے اور خوب پروپیگنڈہ کر کے اسلام پسندوں کی ہمدردیاں حاصل کر لی جائیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمان قوم کو اسلام کے نام پر دھوکہ دینا آسان ہے حالانکہ یہی وہ مسلمان ہیں جن کو اب سے پچیس تیس برس پہلے وہ اہل کتاب سے تشبیہ دے چکے ہیں۔ اب حصول اقتدار کے لئے ان اہل کتاب کو کیوں مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ آپ کو کرسی اقتدار پر فائز المرام فرمائیں علاوہ بریں نظریہ پاکستان کی کھلم کھلا مخالفت کی اور شدید ترین مخالفت اور قائد اعظم سمیت تمام مسلم لیگی لیڈروں کو اسلام سے جاہل ٹھہرایا۔ اور آج یہ سفید جھوٹ بولا جا رہا ہے کہ پاکستان بنانے میں مودودی کی خدمات تمام لوگوں کی مجموعی خدمات سے زیادہ ہیں (ان لوگوں میں علامہ شبیر احمد عثمانی بھی آگئے) حالانکہ پوری قوم جانتی ہے کہ مودودی نے نظریہ پاکستان کی شدید مخالفت کی تھی اور نظریہ پاکستان کو مسلمانوں کی کافرانہ حکومت قرار دیا تھا لیکن اب کہا جا رہا ہے مودودی نے متحدہ قومیت کے خلاف قلم بغاوت سیاہ کیا اور نظریہ پاکستان کی حمایت کی۔ متحدہ قومیت کے نظریہ کی اس وقت نظریہ پاکستان کی حمایت شمار ہوتی اگر نظریہ پاکستان کی مخالفت نہ کی ہوتی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو (جن کو وہ اہل کتاب سے تشبیہ دے چکے تھے) کیوں ایک جدا قوم ٹھہرانے کی کوشش کی، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نسلی مسلمانوں اور غیر مسلموں سے ایسے افراد آچکنا چاہتے تھے جو بقول ان کے ان کی تحریک کا علم بلند کریں اس لئے انہوں نے متحدہ قومیت کے علمبردار علماء پر ضرب کاری لگائی تاکہ نسلی مسلمان ان علماء سے رشتہ عقیدت چھوڑ کے ان کی انقلابی تحریک کے علمبردار ہو جائیں۔ متحدہ قومیت کے نظریہ کی مخالفت نظریہ پاکستان کی حمایت یا قائد اعظم کو سپورٹ کرنے کی وجہ سے نہیں تھی۔ اب ان کے معتقدین اور جان نثار جو حقائق مسخ کر رہے ہیں مودودی کو بانی پاکستان کا رفیق ٹھہرا رہے ہیں وہ دراصل جھوٹ کی ایک بدترین مثال پیش کر رہے ہیں خلافت عثمانیہ کے حقائق کو مسخ کرنے والے لوگوں سے اور کیا توقع کی جاسکتی ہے یہ لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بے داغ جماعت صرف ہماری ہے۔ سبحان اللہ اتنا بڑا صاپاک دامن کی حکایت کی دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندھا دیکھ = بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ سر سے پیر تک داغ ہی داغ میں تو بیجا نہ ہو گا۔ بھلا جس جماعت کے لیڈر نے انبیاء معصومین کی عصمت کو مجروح اور داغدار کیا، جس نے خلافت راشدہ کو قلم بغاوت سے منہدم کیا جس نے تقلیدائہ کو شرک اور کفر تک پہنچا دیا جس نے مشائخ کرام کو چنبا بیگم اور بدعہ ازم، دیدانترم اور یوگرم سے منسوب کیا اس کے معتقدین اگر تاریخ کے حقائق کو مسخ کر دیں تو کیا تعجب ہے، بلکہ اگر یہ کارنامہ نہ کریں تو قابل تعجب ہے۔ آخر اپنے لیڈر کی تمام

سنتوں پر عمل کرنا ہی جماعت کے مخلصین کا فرض اولین ہوا کرتا ہے۔ آخر میں علماء رحمۃ اللہ علیہ کی جاتی ہے کہ اللہ کے واسطے وہ دونوں فتنوں کا انسداد کریں یعنی فتنہ مودودیت اور فتنہ اشتراکیت اور مسلمانوں کی صحیح رہنمائی فرمائیں۔ بالخصوص علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت (دعوت جمعیت العلماء اسلام) سے درخواست ہے کہ وہ دونوں فتنوں کی سرکوبی کرنے کے لئے جرات اور بہمت سے کام لے اور صرف غیر ذات الشک کے پیچھے نہ پڑے۔ انسان میں تمام خوبیوں کی اصل صفت امانت اور تمام خرابیوں کی جڑ فسادِ امانت ہے جس کو فتنہ کہتے ہیں۔ بغیر صفتِ امانت کے نہ ایمان حاصل ہو سکے نہ خوفِ الہی نہ محبتِ الہی نہ تقویٰ نہ طہارت نہ ہدایت نہ سعادت اور نہ قرآن اور حدیث سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةً لَهُ (یعنی جس کے پاس امانت نہیں اُس کے پاس ایمان نہیں) کے یہی معنی ہیں جس طرح ایمان اور تمام اعمال کا وجود عدم اور کمال و نقصان امانت کے وجود اور عدم اور کمال اور نقصان کے ساتھ وابستہ ہے اسی طرح ضلالت و کفر اور تمام اعمالِ بد کا وجود اور عدم ضداً امانت یعنی فتنہ سے وابستہ ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ امانت سے ضروری اور بہتر کوئی شے نہیں اور ضداً امانت (فتنہ) سے زیادہ مضر اور بدتر چارے حق میں دوسری اور کوئی چیز نہیں امانت کو بنمزل قابلیت اور استعدادِ زمین سمجھیے اور ایمان کو بنمزل تخم کے۔ حضور نے ہم کو خبردار کر دیا ہے کہ آہستہ آہستہ جہل کا غلبہ اور فتنہ کا تسلط ہو جائے گا اور میری امت میں خرابیاں پھیل جائیں گی۔ جب امانت میں فساد پیدا ہو جاتا ہے تو مکروہاتِ اصلیہ مرغوباتِ اصلیہ معلوم ہونے لگتی ہیں، حق باطل باطل حق اچھا برا اور برا اچھا معلوم ہونے لگتا ہے۔ جب باطن میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو اس کو فتنہ کہتے ہیں جس طرح ائمہ ہدایت پیدا ہوتے رہتے ہیں اسی طرح ائمہ فتنہ اور دجالوں کذابوں بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اول الذکر کی صحبت اور محبت سے قلوب نورانیت اور ہدایت پیدا ہوتی ہے اور دجالوں کذابوں کی محبت و محبت سے قلوب میں فتنہ پرورش پاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے آگاہ فرما دیا ہے۔ مجاہدینِ ملت اور دجالوں کذابوں دونوں قسم کے لوگوں سے حدیث ہم کو مطلع کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

يَكُونُ فِي آخِرِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ
يَا تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْهُ
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ تَبَتَّ
وَلَا يَفْتَنُوكُمْ

آخر زمانہ میں بہت سے جھوٹے دجال نکلیں گے جو تم کو ایسی باتیں سنائیں گے کہ نہ تم نے کبھی سنی ہونگی نہ تمہارے باپ دادا نے ایسے لوگوں سے بچتے رہنا کہیں تم کو گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں مبتلا نہ کریں۔

آج کل بہت سے لوگ جو فتنہ میں گرفتار ہیں اس کی وجہ تزکیہ سے دوری ہے۔ تزکیہ مغزِ اسلام ہے۔ بہت سے علماء جو مودودیت کے چکر میں پھنس گئے ہیں اس کی وجہ بھی تزکیہ سے دوری ہے۔ فتنوں سے بچنے کا واحد علاج تزکیہ ہے۔ علماء کو چاہیے کہ خود بھی تزکیہ کی طرف رغبت کریں اور عوام اور طلباء کو بھی تزکیہ کی طرف مائل کریں۔ تزکیہ مفادِ نبشت میں سے ہے اور نیز گمراہی میں یہ اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزکیہ فرماتے تھے یعنی ایک فعل تھا جو آپ کی جانب سے سرزد ہوتا تھا اُس کو چاہے توجہ باطنی کہیے یا فقراتِ ظہنی کا نام دیدیے یا ان کی لفظ جو اس معنی کو ظاہر کرے جس طرح کوئی مریض اپنا علاج خود نہیں کر سکتا بلکہ طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے

اسی طرح تزکیہ کامل خود نہیں ہو سکتا بلکہ شیخ کامل ہی کر سکتا ہے۔ عائنین کو اشارہ کافی ہے جاہلین سے خطاب نہیں۔ پس لوگوں کو چاہیے کہ حصول نسبت اور تزکیہ کی طرف توجہ فرمائیں۔ جنت میں درجات تزکیہ پر موقوف ہیں۔ جہنم سے بچاؤ تزکیہ پر موقوف ہے علوم قرآن اور فہم قرآن تزکیہ پر موقوف ہے۔ خلافت راشدہ کی بنیاد بھی تزکیہ ہے۔ تفقہ بغیر تزکیہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ سیاست، حکمت کے ابواب میں سے ہے اور تزکیہ کتاب اور حکمت پر مقدم ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ بڑے بڑے حضرات کو بٹھا کر یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ ”مصلحت سسلر کے تابع ہے اور سسلر مصلحت کے تابع نہیں“ موجودہ علماء اس نصیحت کو یاد رکھیں۔ سبحان ربك رب العزت عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين - والصلوة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين وعلى آله واصحابه واهل بيته واوليائه متبعين

احقر الناس

متوسل حضرت مولانا مطلوب الرحمن عثمانیؒ
(قطب العالم وصاب ووراء)

محمد اشفاق احمد - مارچ ۱۹۷۷ء

محمد اشفاق احمدؒ ۱۲۳۱ھ مودودی نزل کالی سٹوڈ	-	-	-	-	-	ناشر
ایڈیشنل پریس پاکستان پوک کراچی	-	-	-	-	-	مطبعہ
۲۰۰۰	-	-	-	-	-	اشاعت اول جنوری ۱۹۷۷ء
۲۵۰۰۰	-	-	-	-	-	اشاعت دوم مارچ ۱۹۷۷ء
ایک روپیہ	-	-	-	-	-	قیمت

نظریہ پاکستان اور اسلامی نظام (قائد اعظم، علامہ عثمانیؒ، اور ڈاکٹر اقبال کی نظریں)	=	سلسلہ ۱
نظریہ پاکستان اور اسلامی نظام (ابوالاعلیٰ مودودی کی نظریں)	=	سلسلہ ۲
قائد اعظم، نظریہ پاکستان اور اسلامی نظام (ابوالاعلیٰ مودودی کی نظریں)	=	سلسلہ ۳ (کتاب)
مودودی جامعیت پر شرعی تبصرہ (امام ربانہ حضرت مولانا سید حسن احمد مدنیؒ)	=	سلسلہ ۴
تاریخی جھوٹ و تاریخی حقیقت	=	سلسلہ ۵

فہرست مضامین

سلسلہ (الف)

نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	نمبر شمار
۱	باب اول :- نظریہ پاکستان اور قائد اعظم کی لغت	۱۶	مسلمان قوم اخلاقی اور صاف بخیر ہو گئی ہے (مودودی)
۲	قائد اعظم اور ان کے مقتدی اسلام سے جاہل ہیں (مودودی)	۱۷	مسلمانوں کی حالت کتنوں کی طرح ہو گئی ہے (مودودی)
۳	قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے (قائد اعظم کے نام قائد اعظم کا ایک خط)	۱۸	مسلمان قوم میں منافقین کی ایک بڑی جماعت شامل ہے (مودودی)
۴	مسلمان رہنماؤں کی تعریف (مودودی)	۱۹	مسلمانوں میں تین گروہ ہیں اور تینوں گمراہ ہیں (مودودی)
۵	ہمارا پروردگار قرآن میں موجود ہے (قائد اعظم)	۲۰	مودودی صاحب کا نصب العین شبہ دارالاسلام تھا
۶	نظریہ پاکستان اشاعت اسلام میں رکاوٹ ہے (مودودی)	۲۱	نظریہ پاکستان اسلامی انقلاب کے راستہ میں بدترین رکاوٹ ہے (مودودی)
۷	پاکستان کا مطالبہ اسلامی نظام حیات قائم کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ (قائد اعظم)	۲۲	مسلمانوں کی کافرانہ حکومت (پاکستان) غیر مسلموں کی کافرانہ حکومت سے بھی زیادہ قابل لغت ہو گئی (مودودی)
۸	پاکستان کے چاروں نمائندوں کو شش کرنا حافض ہے (مودودی)	۲۳	پاکستان کا مطالبہ اسلام کا بنیاد کا مطالبہ تھا (قائد اعظم)
۹	عظیم انسان شریعت ہماری راہنما ہے (قائد اعظم)	۲۴	پاکستان کی فلاح حضور کے دیئے ہوئے ضابطہ حیات میں مضمر ہے (قائد اعظم)
۱۰	۹۹۹ فی ہزار مسلمان حق اور باطل کی تمیز سے نا آشنا ہیں ان کے اجتماع سے اسلامی کام کی توقع رکھنا بنیادی غلطی ہے (مودودی)	۲۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی غلطی کی نظر میں
۱۱	قرآن کریم وہ مشترکہ رشتہ ہے جس سے مسلمان	۲۶	قرآن کریم مسلمانوں کا قانون حیات بنے (قائد اعظم)
۱۲	جسید واحد کی طرح ہیں (قائد اعظم)	۲۷	اقتدار اعلیٰ کا تصور اسلامی ریاست میں (قائد اعظم)
۱۳	نظریہ پاکستان کا نتیجہ مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہو گا (مودودی)	۲۸	پاکستان کو دنیا کے سامنے ایک منفرد اسلامی معاشی نظام پیش کرنا ہے (قائد اعظم)
۱۴	مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے تیرہ سو سال قبل قرآن کریم نے فیصلہ کر دیا تھا (قائد اعظم)	۲۹	باب دوم - قرآن کریم
۱۵	جناب صاحب سے اختلاف کارنگ (مودودی)	۳۰	قرآن کے لفظی ترجمے میں قرآن سے خالی ہیں (مودودی)
۱۶	مسلمانوں پر کوفہ اوردہ خائین کی لغت (مودودی)	۳۱	رحمن اور رحیم کی مثال ایسی ہے جیسے سخی وانا گورا چٹا
۱۷	مسلمانوں کا سواد اعظم شعور اسلام اور غیر اسلام کا عاری ہے (مودودی)	۳۲	مبنا طرز فکر سم رحمن کی کبی پورا کرنے کے لئے رحیم کا اضافہ کیا گیا ہے (مودودی)

نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار
۳	حرف مقطعات کوئی چستان نہ تھے (مودودی)	۱۱	۴	حضرت آدم کو مودودی صاحب نے لٹن اور مارٹن لٹھر کی طرح پیش کیا ہے
۴	سجدہ ملائکہ سے مراد شیخ ملائکہ ہے (مودودی)	۱۲	۵	حضرت نوح میں جاہلیت کا جذبہ (مودودی)
۵	بنی اسرائیل پر رفح طرح ایک کیفیت تھی حقیقت نہ تھی۔ (مودودی)	۱۳	۶	حضرت ابراہیم سے شرک کا ارتکاب (مودودی)
۶	ساحرین کا سجدہ اندرونی کیفیت تھی حقیقت نہ تھی (مودودی)	۱۴	۷	بعثت سے پہلے علوم انبیاء آثار کائنات سے متعلق ہوتے ہیں (مودودی)
۷	حضرت عیسیٰ کا رفع الی السماء قرآن سے ثابت نہیں (مودودی)	۱۵	۸	رسول اللہ کی معرفت توحید بھی آثار کائنات کی اسٹی سے متعلق تھی (مودودی)
۸	قرآن کے لئے تفسیر کی حاجت نہیں (مودودی)	۱۶	۹	سرور انبیاء اور انبیاء کے علوم بعثت سے پہلے کسی ہوتے ہیں (مودودی)
۹	قرآن کی تعلیم تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں ہونی چاہیے۔ (مودودی)	۱۷	۱۰	شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ قرآن (مولف)
۱۰	شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ قرآن (مولف)	۱۸	۱۱	اللہ کی صفات اور اسماء میں الحاد (علامہ عثمانی)
۱۱	اللہ کی صفات اور اسماء میں الحاد (علامہ عثمانی)	۱۹	۱۲	د شاہ عبدالقادر صاحب
۱۲	حرف مقطعات اسرار لدنی کے بحر مواج ہیں (حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی)	۲۰	۱۳	حرف مقطعات اسرار لدنی کے بحر مواج ہیں (حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی)
۱۳	تفسیر بارائے حرام ہے (الحیث)	۲۱	۱۴	باب سوم — توحید و رسالت
۱۴	باب سوم — توحید و رسالت	۲۲	۱۵	حکومت کے بغیر عقائد لایعنی اور بیکار ہیں (مودودی)
۱۵	حکومت کے بغیر عقائد لایعنی اور بیکار ہیں (مودودی)	۲۳	۱۶	مراتب انبیاء حکومت الہیہ کے قیام پر موقوف ہیں نبوت کا منتہی مقصود حکومت الہیہ کا قیام ہے (مودودی)
۱۶	مراتب انبیاء حکومت الہیہ کے قیام پر موقوف ہیں نبوت کا منتہی مقصود حکومت الہیہ کا قیام ہے (مودودی)	۲۴	۱۷	عصمت انبیاء دراصل انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے سر پر غلطی کرائی ہے
۱۷	عصمت انبیاء دراصل انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے سر پر غلطی کرائی ہے	۲۵	۱۸	انبیاء کو سزا بھی دی جاتی تھی (مودودی)
۱۸	انبیاء کو سزا بھی دی جاتی تھی (مودودی)	۲۶	۱۹	نبی کا علم نبوت سے پہلے عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے (مودودی)
۱۹	نبی کا علم نبوت سے پہلے عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے (مودودی)	۲۷	۲۰	حضرت آدم کو نفس حوالے کر دیا گیا (مودودی)
۲۰	حضرت آدم کو نفس حوالے کر دیا گیا (مودودی)	۲۸	۲۱	حضرت یونس سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گئی تھی، ان کا قوم کا عذاب ان کی کوتاہیوں کی وجہ سے ملا (مودودی)
۲۱	حضرت یونس سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گئی تھی، ان کا قوم کا عذاب ان کی کوتاہیوں کی وجہ سے ملا (مودودی)	۲۹	۲۲	حضور دجال کے بارے میں شک میں مبتلا تھے تاریخ حضور کا اندیشہ غلط ثابت کر دیا (مودودی)
۲۲	حضور دجال کے بارے میں شک میں مبتلا تھے تاریخ حضور کا اندیشہ غلط ثابت کر دیا (مودودی)	۳۰	۲۳	انبیاء — لیڈروں کی حیثیت میں — سرور انبیاء لیڈر کی حیثیت میں (مودودی)
۲۳	انبیاء — لیڈروں کی حیثیت میں — سرور انبیاء لیڈر کی حیثیت میں (مودودی)	۳۱	۲۴	رسول خدا کے علاوہ کوئی انسان معیار حق نہیں ہے
۲۴	انبیاء — لیڈروں کی حیثیت میں — سرور انبیاء لیڈر کی حیثیت میں (مودودی)	۳۲	۲۵	
۲۵	انبیاء — لیڈروں کی حیثیت میں — سرور انبیاء لیڈر کی حیثیت میں (مودودی)	۳۳	۲۶	

نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	عنوان
۲۰	اس امت میں کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا (مودودی)	۲۳	رسول اللہ کی اطاعت بغیر اطاعت صحابہ	۳۳	باطل ہے (حضرت مجدد الف ثانی)
۲۱	عصمت انبیاء کی تشریح (مولانا محمد قاسم صاحب)	۲۴	صحابہ پر طعن در اصل رسول اللہ پر طعن ہے	۳۴	صحابہ پر طعن در اصل رسول اللہ پر طعن ہے (حضرت مجدد الف ثانی)
۲۲	عصمت اور حفاظت	۲۵	جس نے صحابہ کی تعظیم نہ کی وہ حضور پر ایمان نہیں لایا (حضرت مجدد الف ثانی)	۳۵	حضرت عثمانؓ اور صحابہ کرامؓ کی مانند ہیں (حضرت مجدد الف ثانی)
۲۳	انبیاء سے فرائض رسالت میں کوتاہی علم الہی کے خلاف	۲۶	تاریخ اخبار غیب کی تکذیب نہیں کر سکتی (مولانا محمد قاسم صاحب)	۳۶	حضرت عثمانؓ اور صحابہ کرامؓ کی مانند ہیں (حضرت مجدد الف ثانی)
۲۴	سامری کا بکھرنا حق اور باطل کا مجموعہ تھا (شاہ عبدالغفار)	۲۷	باب چہارم - خلافت راشدہ اور صحابہ کرامؓ	۳۷	حضرت عثمانؓ اور صحابہ کرامؓ کی مانند ہیں (حضرت مجدد الف ثانی)
۲۵	دین کے پیشواؤں پر طعن کرنا سامریہ، خارجیہ اور درویشی ہے - (حضرت شاہ عبدالغفار صاحب)	۲۸	صحابہ کرامؓ کے انفرادی افعال اور اعمال ہمارے لئے	۳۸	حضرت عثمانؓ اور صحابہ کرامؓ کی مانند ہیں (حضرت مجدد الف ثانی)
۲۶	مراجع و ریمبر نہیں ہیں (مودودی)	۲۹	امام ابن تیمیہ اور شاہ عبدالغفرؒ خلافت راشدہ کے	۳۹	احادیث سے علم الیقین حاصل نہیں ہو سکتا (مودودی)
۲۷	صحابی کا قول و فعل حجت شرعی نہیں ہے (مودودی)	۳۰	باب میں دلیل صفائی کی حیثیت رکھتے ہیں (مودودی)	۴۰	احادیث پر اور راویان احادیث پر کل اعتماد نہیں کیا جاسکتا (مودودی)
۲۸	عمومی صحابہ معیاری مسلمان بھی نہ تھے (مودودی)	۳۱	حضرت عثمانؓ بلا کیت لانے کے ذریعہ مودودی	۴۱	سند کی صحت حدیث کی صحت پر لازمی دلیل نہیں ہے (مودودی)
۲۹	امام ابن تیمیہ اور شاہ عبدالغفرؒ خلافت راشدہ کے	۳۲	خلافت عثمانؓ میں جاہلیت داخل ہو گئی تھی (مودودی)	۴۲	بخاری شریف پر حملہ (مودودی)
۳۰	باب میں دلیل صفائی کی حیثیت رکھتے ہیں (مودودی)	۳۳	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے حضور صلعم کو	۴۳	سند صحیح تو حدیث پر کھنے کا معیار نہیں ہے (حضرت مجدد الف ثانی)
۳۱	حضرت عثمانؓ بلا کیت لانے کے ذریعہ مودودی	۳۴	کو کھنیا جی اور چند دیوتاؤں کے رنگ پیش کیا (نور بانہ)		
۳۲	خلافت عثمانؓ میں جاہلیت داخل ہو گئی تھی (مودودی)	۳۵	ذیل حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بھی حضور صلعم کو		
۳۳	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے حضور صلعم کو	۳۶	کھنیا جی اور چند دیوتاؤں کے رنگ میں پیش کیا (نور بانہ)		
۳۴	خلافت عثمانؓ میں جاہلیت داخل ہو گئی تھی (مودودی)	۳۷	حضرت انسؓ کی ثقافت پر جہلمانہ حملہ (مودودی)		
۳۵	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے حضور صلعم کو	۳۸	صحابہ کرامؓ پر جو دروازہ سے طعن (مودودی)		
۳۶	خلافت عثمانؓ میں جاہلیت داخل ہو گئی تھی (مودودی)	۳۹	اللہ کی اطاعت بغیر اطاعت رسولؐ کفر ہے - (حضرت مجدد الف ثانی)		
۳۷	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے حضور صلعم کو	۴۰			
۳۸	خلافت عثمانؓ میں جاہلیت داخل ہو گئی تھی (مودودی)	۴۱			
۳۹	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے حضور صلعم کو	۴۲			
۴۰	خلافت عثمانؓ میں جاہلیت داخل ہو گئی تھی (مودودی)	۴۳			

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ	نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۶	اسرار الرجال میں کونسی چیز ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہو - (مودودی)	۴۱	۹	صلحاء امت کی تحقیر کرنیوالا گمراہ ہے اور قرآنی پرست محروم ہے (حضرت شیخ الہندؒ)	۵۰
۷	اسناد اور اسرار الرجال پر کئی اعتماد نہیں کیا جاسکتا (مودودی)	۴۲	۱۰	فلاح تین چیزوں پر موقوف ہے (حضرت محمد الفاضلؒ)	۵۱
۸	قادیانی (لامہوری گروپ) کے بارہیں مودودی صاحب کا عقیدہ باب ششم - ایمان اور عمل	۴۳	۱	موجودہ معاشرہ میں حدود کا نفاذ ظلم ہے (مودودی)	۵۲
۱	جو نماز نہ پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں (مودودی)	۴۴	۲	ماحول تیار نہ ہو نیکاعز رنگ نظر اور بے معنی ہے (علامہ عثمانیؒ)	۵۳
۲	حج نہ کرنیوالے کو مسلمان سمجھنے والا قرآن سے جاہل ہے (مودودی)	۴۵	۳	کنز الدقائق اور پدایہ اور عالمگیری کے حاملین قابل لغت ہیں (مودودی)	۵۴
۳	جو نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو کلمہ طیبہ کا اقرار اس کے لئے بے معنی ہے (مودودی)	۴۶	۴	کمال اتاترک کے لادینی قوانین کے خلاف ترکا میں اسلامی قانون پر کھار دشاخ کا اصرار حقاقت تھا (مودودی)	۵۵
۴	اعمال میں کوتاہی سے ایمان اور اسلام زائل نہیں ہوتا ایمان کی کوتاہی سے حق آتا ہے کفر نہیں آتا (شیخ الاسلام علامہ احمد محمد شاہؒ ایمان اور دنیا کا عقیدہ)	۴۷	۵	دنیا کو ایک نئے اسلام کی ضرورت ہے پرانا دھنچہ بوسیدہ ہو چکا ہے (مودودی)	۵۶
۵	باب ہفتم - علماء اور مشائخ	۴۸	۶	فقہ کا نیا مجموعہ پرانی کتابیں اب درس پڑھ کر کیسے کارآمد ہیں (مودودی)	۵۷
۱	علماء اور مشائخ سب گمراہ ہیں (مودودی)	۴۹	۷	فقہاء کی جہادات اس زمانہ میں ناقابل اطلاق ہیں (مودودی)	۵۸
۲	نصوف چنیا بگم ہے (مودودی)	۵۰	۸	جدید مسائل حل کر کے نئے نئے فتاویٰ کی ضرورت ہے (مودودی)	۵۹
۳	سید احمد شہیدؒ اور اسماعیل شہیدؒ کی تحریک جہاد میں صوفیت کے جراثیم تھے (مودودی)	۵۱	۹	حکمت اور اجتہاد کی حقیقت (مولانا محمد قاسمؒ)	۶۰
۴	اب تجدید و اجائے دین کیلئے مسلمانوں کو بزرگوں کے مسائل اور ان کے طریقوں سے اس طرح پرہیز کرنا جس طرح ذیابطیس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرتے ہیں (مودودی)	۵۲	۱	باب نہم - تقلید کے متعلق	۶۱
۵	مشائخ کے عقیدین کا گروہ جاہلیت اور شرک میں گرفتار ہے (مودودی)	۵۳	۲	تقلید کے بارے میں (مودودی)	۶۲
۶	صوفیاء حضرت جاہلیت راہبانہ پھیل رہے (مودودی)	۵۴	۳	اپنے بارے میں (مودودی)	۶۳
۷	مشائخ عظام کا مقام بہت عالی ہے (حضرت اسماعیل شہیدؒ)	۵۵	۴	تقلید مامور من اللہ ہے (حضرت مولانا رشید گنگوہیؒ)	۶۴
۸	اکابر کے رستم سے نیا ہوا دین چور ہے اسکی صحبت زیر تامل ہے (حضرت محمد الفاضلؒ)	۵۶	۵	باب دہم - احکام شریعت میں قطع برید	۶۵
			۱	متعہ کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں (مودودی)	۶۶
			۲	متعہ کی حرمت کا قرآن سے ثبوت (حضرت شیخ الہندؒ)	۶۷
			۳	غارت قرع کیلئے شریعت میں کوئی تعین نہیں (مودودی)	۶۸
			۴	حقوق الزکوٰۃ (مودودی)	۶۹
			۵	حلت اور حرمت میں مودودی کا اجتہاد (مودودی)	۷۰
			۶	سہ ماہی نفعہ جارتو ہے (مودودی)	۷۱
			۷	احکام متحرکہ کا خلاف بھی موجب فسق ہے (مودودی)	۷۲

باب

نظمیہ پاکستان اور قائد اعظم کی مخالفت

(موردی)

(۱) قائد اعظم اور ان کے مقتدی اسلام سے جاہل ہیں

”مگر افسوس کہ لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو، اور معاملات کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو، یہ لوگ مسلمان کے معنی و مفہوم اور اس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے ان کی نگاہ میں مسلمان بھی ویسی ہی ایک قوم ہے جیسی دنیا میں دوسری اقوام ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہر ممکن سیاسی چال اور ہر مفید مطلب سیاسی تدبیر سے اس قوم کے مفاد کی حفاظت کر دینا ہی بس اسلامی سیاست ہے۔ حالانکہ ایسی ادنیٰ درجہ کی سیاست کو اسلامی کہنا اسلام کے لئے ازالہ حیثیت عرفی سے کم نہیں۔“

(سیاسی کشمکش (۳) ص ۳۸، ۳۹)

(۲) قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے :- صحابہؓ کے نام قائد اعظم کا ایک خط

(قائد اعظم بنام گاندھی جی - اگست ۱۹۴۷ء)

”قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی، غرض کہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ امور حیات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک، اخلاق سے لے کر انسداد جرم تک، زندگی میں جزا و سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا و سزا تک ہر ایک فعل، قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔ لہذا جب میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہے تو حیات و مابعد حیات کے ہر معیار اور ہر مقدار کے مطابق کہتا ہوں۔“

(۳) مسلمان رہنماؤں کی تعریف (مودودی) جو لوگ مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے اٹھتے ہیں ان کی زندگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ادنیٰ جھلک تک نظر نہیں آتی۔ کہیں مکمل فرنگیت ہے۔ کہیں نہرو اور گاندھی کا اتباع ہے۔ کہیں جتوں اور عاموں میں سیاہ دل اور گندے اخلاق لئے ہوئے ہیں۔ زبان سے وعظ و عمل میں بدکاریاں ظاہر ہیں خدمت دین اور باطن میں خیانتیں۔ غداریاں اور اغراضِ نفس کی بندگیاں۔
(مسلمانوں کی سیاسی کشمکش جلد اول ص ۳۸۳)

(۴) ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے (قائد اعظم)

(نومبر ۱۹۳۹ء، عید الفطر، بمبئی)

”مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے۔ ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں، اور قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی۔“

(۵) نظریہ پاکستان اشاعت اسلام میں رکاوٹ ہے (مودودی، ”پاکستانی خیال کے لوگ“ کے صفحہ ۸۶ کے تحت لکھتے ہیں:-

”اس طرح انہوں نے نہ صرف اپنے آپ کو اسلام کی دعوت کے قابل نہیں رکھا ہے بلکہ اسلام کی اشاعت کے راستے میں اتنی بڑی رکاوٹ پیدا کر دی ہے کہ اگر دوسرے مسلمان بھی یہ کام کرنا چاہیں تو غیر مسلموں کے دلوں کو اسلام کے لئے مقفل پائیں گے۔“ (سیاسی کشمکش (۳) صفحہ ۱۲۸)

(۶) پاکستان کا مطالبہ اسلامی نظامِ حیات قائم کرنے کے لئے کیا گیا تھا (قائد اعظم)

”ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا لکھڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا۔ بلکہ ہم ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزماسکیں۔“

(خطبہ اسلامیہ کلہ پشاور - ۱۳ جنوری ۱۹۴۷ء)

(۷) پاکستان کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا حماقت ہے (مودودی)

”اس سے زیادہ خوفناک حقیقت یہ ہے کہ نام کے مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کفار کی بہ نسبت بہت زیادہ جسارت اور بیباکی کے ساتھ ایسی ہر کوشش کو کچیس گئے اور ان کے نام اُن کے ظلم کی پردہ پوشی

کے لئے کافی ہوں گے۔ جب صورت معاملہ یہ ہے تو کیا وہ شخص نادان نہیں ہے جو اسلامی انقلاب کا نصب العین سامنے رکھ کر ایسی جمہوری حکومت کے قیام کی کوشش کرے جو ہر کافرانہ حکومت سے بڑھ چڑھ کر اُس کے مقصد کی راہ میں حائل ہوگی۔“ (سیاسی کشمکش (۳) صفحہ ۱۳۳)

(۸) عظیم الشان شریعت ہماری راہنما ہے | (قائد اعظم)

(قائد اعظم کی علی گڑھ میں تقریر ۱۹۴۷ء)

”راہنمائی کے لئے ہمارے پاس اسلام کی عظیم الشان شریعت موجود ہے۔ درختاں کا رنامے، تاریخی کامیابیاں اور روایتیں موجود ہیں۔ اسلام ہر شخص سے امید رکھتا ہے کہ وہ اپنا فرض بجالائے۔“

(۹) ۹۹۹ فی ہزار مسلمان حق اور باطل کی تمیز سے نا آشنا ہیں ان کے اجتماع سے اسلامی کام کی توقع رکھنا بنیادی غلطی ہے۔ (مودودی)

”ایک قوم کے تمام افراد کو محض اس وجہ سے کہ وہ نسلاً مسلمان ہیں حقیقی معنی میں مسلمان فرض کر لینا اور یہ امید رکھنا کہ ان کے اجتماع سے جو کام بھی ہوگا اسلامی اصول ہی پر ہوگا پہلی اور بنیادی غلطی ہے۔ یہ انہوے عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اُس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے، اس لئے یہ مسلمان ہیں۔ نہ انہوں نے حق کو حق جان کر اسے قبول کیا ہے نہ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیا ہے ان کی کثرت رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستے پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابلِ داد ہے۔“ (سیاسی کشمکش ۲ صفحہ ۱۳۱)

(۱۰) قرآن کریم وہ مشترک رشتہ ہے جس سے مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں | (قائد اعظم)

”وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں۔ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے۔ وہ کون سا سنگر ہے جس سے امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ سنگر خدا کی کتاب قرآن کریم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہمیں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک خدائے ایک رسول، ایک کتاب، ایک امت۔“ (خطاب اجداس مسلم لیگ کراچی ۱۹۴۲ء)

(۱۱) نظریہ پاکستان کا نتیجہ مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگا | (مودودی)

”اس کے بعد اس طبقہ کا جائزہ لیجئے جس سے یہ بزعم خود اسلامی نصب العین تک پہنچنے کی امید رکھتے ہیں۔ ان کی تجویز یہ ہے کہ پہلے اُسی جمہوری دستور کے مطابق جو انگریزی حکومت یہاں نافذ کرنا چاہتی ہے۔ مسلم اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں کی اپنی حکومت قائم ہو جائے۔ پھر کوشش کی جائے گی کہ قومی حکومت اسلامی نظام حکومت میں بتدریج تبدیل ہو جائے۔ لیکن یہ ویسی ہی غلطی ہے جیسی ”آزادی ہند“ کو مقدم رکھنے والے حضرات کر رہے ہیں۔ اُن کی تجویز پر مجھے جو اعتراضات ہیں بعینہ وہی اعتراضات ان کی تجویز پر بھی ہیں۔ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں حاکمیت جمہور کے اصول پر خود مختار حکومت کا قیام آخر کار حاکمیت رب العالمین کے قیام میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ جیسی مسلم اکثریت اس مجوزہ پاکستان میں ہے ویسی ہی۔ بلکہ عدوی حقیقت سے بہت زیادہ زبردست اکثریت افغانستان، ایران، عراق، ترکی اور مصر میں موجود ہے اور وہاں اس کو وہ ”پاکستان“ حاصل ہے جس کا یہاں مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ پھر کیا وہاں مسلمانوں کی خود مختار حکومت کسی درجہ میں بھی حکومت الہیہ کے قیام میں مددگار ہے یا ہوتی نظر آتی ہے؟ ۔۔۔ پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلمان اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الہیہ قائم ہو جائے گی اُن کا گمان غلط ہے دراصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہو گا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔ اس کا نام حکومت الہیہ رکھنا اس پاک نام کو ذلیل کرنا ہے“

(سیاسی کشش، صفحہ ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰)

(۱۲) مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے تیرہ سو سال قبل قرآن کریم نے فیصل کر دیا تھا | (قائد اعظم)

”مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہوگا؟ پاکستان کا طرز حکومت تعین کرنے والا میں کون؟ یہ کام پاکستان کے رہنے والوں کا ہے، اور میرے خیال میں مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے تیرہ سو سال قبل قرآن حکیم نے فیصل کر دیا تھا“

(قائد اعظم کی صدارتی تقریر۔ جالندھر۔ بموقع آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن۔ ۱۹۴۳ء)

(۱۳) جناح صاحب سے اختلاف کا رنگ | (مودودی)

”ظاہر ہے کہ کوئی غیر مسلم مٹر جناح کے ۱۷ یا ۲۲ نکات پر ایمان تو نہیں لاسکتا۔ نہ مسلم لیگ یا مجلس احرار

یا جمعیت العلماء کے ریزولیشنوں میں کوئی ایسی چیز ہے جس پر کوئی ایمان لائے۔ ایمان اگر۔۔۔
(سیاسی کشمکش جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

(۱۴) مسلمانوں پر کَوْنُوْا قِرْدَةً خَاسِیْنَ کی لعنت (مودودی)

”مسلمانوں میں سے جو لوگ اس انقلاب کے دامن سے وابستہ ہیں اُن کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں۔ ان کی صورتیں، اُن کے لباس، اُن کی بات چیت، ان کی چال ڈھال، ان کے آداب و اطوار، ان کے خیالات سب کچھ ہمارے سامنے اس مسلمان کا نمونہ پیش کر رہے ہیں جو اس آنے والے انقلاب میں پیدا ہوگا۔ ہم ابھی دیکھ رہے ہیں کہ مسطروں کے بجائے شریعت اور مسیوں کے بجائے شریعتیاں ہمارے ہاں پیدا ہونے لگی ہیں۔ گڈ مارنگ کی جگہ ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا جا رہے ہیں۔ پیٹ کی جگہ گانڈھی کیپ لے رہی ہے اور بعض علماء دین فتوے دے رہے ہیں کہ یہ تشبہ کی تعریف سے خارج ہے۔ غرض دماغ اور دل اور جسم سب اپنا رنگ بدل رہے ہیں اور کَوْنُوْا قِرْدَةً خَاسِیْنَ۔ دہو جاؤ ذلیل بندوں کی لعنت جو ان پر ستر سال پہلے نازل ہوئی تھی اب ایک دوسری شکل اختیار کر رہی ہے۔“

(سیاسی کشمکش جلد ۱ ص ۳۳۸، ۳۳۹)

(۱۵) مسلمانوں کا سواد اعظم شعور اسلام اور غیر اسلام سے عاری ہے (مودودی)

”مسلمانوں کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کا سواد اعظم اپنی قومی تہذیب اور اس کی امتیازی خصوصیات سے ناواقف ہے حتیٰ کہ اس میں ان حدود کا شعور تک باقی نہیں رہا ہے جو اسلام کو غیر اسلام سے ممیز کرتی ہیں۔“
(سیاسی کشمکش جلد ۱ ص ۳۳۸)

(۱۶) مسلمان قوم اخلاقی اوصاف سے محروم ہو گئی ہے (مودودی)

”مگر وہ اخلاقی اوصاف باقی نہیں جن کی بدولت یہ قومی مفاد کی حفاظت کے لئے اجتماعی کوشش کر سکیں۔ ان میں اتنی تمیز نہیں کہ صحیح راہنما کا انتخاب کر سکیں، ان میں اطاعت کا مادہ نہیں کہ کسی کو راہنما تسلیم کرنے کے بعد اس کی بات کو مانیں اور اس کی ہدایت پر چلیں، ان میں اتنا اثبات نہیں کہ کسی بڑے مقصد کے لئے اپنے ذاتی مفاد، اپنی ذاتی رائے، اپنی آسائش، اپنے مال اور اپنی جان کی قربانی کسی حد تک بھی گوارا کر سکیں۔“
(سیاسی کشمکش جلد ۱ ص ۳۴۲)

(۱۷) مسلمانوں کی حالت کتنوں کی طرح ہو گئی ہے | (مودودی)

”ان کا حال یہ ہو گیا ہے کہ جہاں کسی نے روٹی کے چند ٹکڑے اور نام نمود کے چند کھلونے پھینکے، یہ کتوں کی طرح ان کی طرف لپکتے ہیں، اور ان کے معاوضے میں اپنے دین و ایمان، اپنے ضمیر، اپنی غیرت و شرافت، اپنی قوم و ملت کے خلاف کوئی خدمت بجالانے میں ان کو باک نہیں ہوتا۔“
(سیاسی کشمکش جلد ۱ صفحہ ۳۲۲)

(۱۸) مسلمان قوم میں منافقین کی ایک بڑی جماعت شامل ہے | (مودودی)

”ہماری قوم میں منافقین کی ایک بڑی جماعت شامل ہے اور اس کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ بکثرت اشخاص تعلیم یافتہ، صاحب قلم، صاحب زبان، صاحب مال و زر، صاحب اثر اشخاص ایسے ہیں جو دل سے اسلام اور اس کی تعلیمات پر یقین نہیں رکھتے، مگر نفاق اور قطعی بے ایمانی کی راہ سے مسلمانوں کی جماعت میں شریک ہیں یہ اسلام سے عقیدہ اور عملًا نکل چکے ہیں۔“
(سیاسی کشمکش جلد ۱ صفحہ ۳۲۳)

(۱۹) مسلمانوں میں تین گروہ ہیں اور تینوں گمراہ ہیں | (مودودی)

”مسلمانوں میں زیادہ تر تین گروہ پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ آزادی وطن کے لئے بے چین ہے اور کانگریس کی طرف کھینچ رہا ہے یا کھینچ گیا ہے۔ دوسرا گروہ اپنی قومی تہذیب اور اپنے قومی حقوق کی حفاظت کے لئے انگریز کی گود میں جانا چاہتا ہے۔ اور آئندہ انقلاب کے خطرات سے بچنے کی یہی صورت مناسب سمجھتا ہے کہ سرکار برطانیہ کا معاون بن کر آزادی کی تحریک کو روکے۔ تیسرا گروہ عالم حیرت میں کھڑا ہے اور خاموشی کے ساتھ واقعات کی رفتار کو دیکھ رہا ہے۔“
(سیاسی کشمکش جلد ۱ صفحہ ۳۵۰)

(۲۰) مودودی صاحب کا نصب العین شیعہ دارالاسلام تھا | (مودودی)

”منزل مقصود کہ انتہائی مقام یعنی ہندوستان کو کلیتہً دارالاسلام بنانا تو اتنا بلند مقام ہے کہ آجکل کا کم ہمت مسلمان اس کا قصد کرنے کی جرات اپنے اندر نہیں پاتا۔ خیر جانے دیجئے اس کو۔ اس سے فرد تر درجے میں جس مقصد

کے لئے ہم کو لڑنا چاہیئے وہ کم سے کم یہ ہے کہ ہندوستان نہ تو بیرونی کفار کے تسلط میں رہے اور نہ اندرونی کفار کے کامل تسلط میں چلا جائے، بلکہ آزاد ہو کر مشبہ دارالاسلام بن جائے۔ ہم جس چیز کو مشبہ دارالاسلام سمجھتے ہیں اور جو چیز درحقیقت اس نام سے موصوف ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان کی حکومت میں ہم محض "ہندوستانی" ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ "مسلمان" ہونے کی حیثیت سے حصہ دار ہوں۔"

(۲۱) نظریہ پاکستان اسلامی انقلاب کے راستہ میں بدترین رکاوٹ ہے (مودودی)

"اس سے زیادہ خوفناک حقیقت یہ ہے کہ نام کے مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کفار کی بہت زیادہ جسارت اور بیباکی کے ساتھ ایسی ہر کوشش کو کچل دیں گے اور ان کے نام اُن کے ظلم کی پردہ پوشی کے لئے کافی ہوں گے۔ جب صورت معاملہ یہ ہے تو کیا وہ شخص نادان نہیں ہے جو اسلامی انقلاب کا نصب العین سامنے رکھ کر ایسی جمہوری حکومت کے قیام کی کوشش کرے جو ہر کافرانہ حکومت سے بڑھ چڑھ کر اس کے مقصد کی راہ میں مائل ہوگی۔"

(سیاسی کشمکش، ص ۳۴، صفحہ ۱۳۳)

(۲۲) مسلمانوں کی کافرانہ حکومت (پاکستان) غیر مسلموں کی کافرانہ حکومت سے بھی زیادہ قابل لعنت ہوگی (مودودی)

"اس موقع پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسلم لیگ کے ریزولوشن اور لیگ کے ذمہ دار لیڈروں میں سے کسی کی تقریر میں یہ بات واضح نہیں کی گئی کہ ان کا آخری مطمح نظر پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قائم کرنا ہے برعکس اس کے ان کی طرف سے بصراحت اور تنکرا جس چیز کا اظہار کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے پیش نظر ایک ایسی جمہوری حکومت ہے جس میں دوسری غیر مسلم قومیں بھی حصہ دار ہوں مگر اکثریت کے حق کی بنیاد پر۔ مسلمانوں کا حصہ غالب ہو بالفاظ دیگر ان کو مطمئن کھنے کے لئے صرف اتنی بات کافی ہے کہ ہندو اکثریت کے تسلط سے وہ صوبے آزاد ہو جائیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے باقی رہا نظام حکومت تو وہ پاکستان میں ویسا ہی ہو گا جیسا ہندوستان میں ہو گا۔ ان کے نصب العین پر جب یہ اعتراض کیا گیا کہ مسلمانوں کی کافرانہ حکومت اسلامی نقطہ نظر سے غیر مسلموں کی کافرانہ حکومت کے مقابلہ میں کچھ قابل ترجیح نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قابل لعنت ہے تو ذمہ دار لیڈروں میں سے تو کسی نے اس کا جواب نہیں دیا البتہ جو لوگ پاکستانی حلقوں کی صفِ آخر میں شمار ہوتے ہیں اور جن کی کوئی ذمہ دارانہ حیثیت نہیں ہے انہوں نے کہنا شروع کیا کہ مسلم اکثریت کو جب خود اختیاری حاصل ہو جائے گی تب ہم نظام حکومت بدلنے کی کوشش کریں گے۔"

(سیاسی کشمکش، ص ۳۰، صفحہ ۱۳۱)

۲۳) پاکستان کا مطالبہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا | (قائد اعظم)

”آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے مطالبے کا جذبہ تحرک کیا تھا؟ مسلمانوں کے لئے ایک جداگانہ مملکت کی وجہ جواز کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال۔ یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا۔“ (خطاب مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ، ۸ مارچ ۱۹۴۷ء)

۲۴) پاکستان کی فلاح حضور کے دیئے ہوئے ضابطہ حیات میں مضمر ہے | (قائد اعظم)

”میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا واحد ذریعہ اس سنہری اصولوں والے ”ضابطہ حیات“ پر عمل کرنا ہے جو ہمارے عظیم واضح قانون پیغمبر اسلام نے ہمارے لئے قائم کر رکھا ہے۔ ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں سچے اسلامی اصولوں اور تصویرات پر رکھنی چاہئیں۔ اسلام کا سبق یہ ہے ”مملکت کے امور و مسائل کے بارے میں فیصلے باہمی بحث و تجویز اور مشوروں سے کیا کرو“ (وَأْمُرْهُمْ شُورَىٰ يَبْتَنِيهِمْ) (خطاب سٹی بلوچستان، ۲۴ فروری ۱۹۴۸ء)

۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی قائد اعظم کی نظر میں |

”آج ہم یہاں دنیا کی عظیم ترین ہستی کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آپ کی عزت اور تحکیم کر دوش عام انسان ہی نہیں کرتے بلکہ دنیا کا تمام عظیم شخصیتیں آپ کے سامنے سر جھکا تی ہیں۔ میں ایک عاجز ترین، انتہائی خاکسار، بندہ ناچیز اسی عظیم، عظیموں کی بھی عظیم ہستی کو جھکا کیا اور کیسے نذرانہ عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم مصلح تھے، عظیم رہنما تھے، عظیم واضح قانون تھے، عظیم سیاست دان تھے، عظیم حکمران تھے۔“

(خطاب کراچی بار ایسوسی ایشن، ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء)

۲۶) قرآن کریم مسلمانوں کا قانون حیات ہے | (قائد اعظم)

(قائد اعظم کا پیغام عید - ستمبر ۱۹۴۵ء)

”میرے پچھلی عید کے پیغام کے بعد سے مسلمانوں میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس زیادہ سے زیادہ بڑھ رہا ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعینات محض عبادت اور اخلاقیات تک ہی محدود نہیں، بلکہ قرآن کریم سب مسلمانوں کا

دین و ایمان اور قانون حیات ہے۔ یعنی مذہبی اور معاشرتی، تمدنی، تجارتی، عسکری، عدالتی اور تفسیری احکام کا مجموعہ ہے۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کو یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان کے پاس اللہ کے کلام پاک کا ایک نسخہ ضرور ہو اور وہ اس کو بغور و خوض مطالعہ کرے تاکہ یہ اس کی انفرادی و اجتماعی ہدایت کا بھی باعث ہو۔

(۲۷) اقتدار اعلیٰ کا تصور اسلامی ریاست میں | (قائد اعظم)

(Islamic State versus Secular State)

”اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصل نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ پارلیمنٹ، نہ کسی شخص یا ادارے کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآنی احکام و اصول کی حکومت ہے۔“
(خطاب کراچی ۱۹۴۷ء)

(۲۸) پاکستان کو دنیا کے سامنے ایک منفرد اسلامی معاشی نظام پیش کرنا ہے | (قائد اعظم)

”میں اشتیاق اور دلچسپی سے معلوم کرتا رہوں گا کہ آپ کی ”مجلس تحقیق“ بنکاری کے ایسے طریقے کیونکر وضع و اختیار کرتی ہے جو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات کے مطابق ہوں۔ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لئے لائیکل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور اکثر لوگوں کی یہ رائے ہے کہ مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے جو کہ مغرب کی وجہ سے دنیا کے سرپرست لارہی ہے۔ مغربی نظام افراد انسانی کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی میدان میں آویزش اور چپقلش دور کرنے میں ناکام رہا ہے۔ بلکہ گزشتہ نصف صدی میں ہونے والی دو عظیم جنگوں کی ذمہ داری سراسر مغرب پر عائد ہوتی ہے۔ مغربی دنیا صنعتی قابلیت اور مشینوں کی دولت کے زبردست فوائد رکھنے کے باوجود انسانی تاریخ کے بدترین باطنی بحران میں مبتلا ہے۔ اگر ہم نے مغرب کا معاشی نظریہ اور نظام اختیار کیا تو عوام کی پرسکون خوش حالی حاصل کرنے کے اپنے نصب العین میں ہمیں کوئی مدد نہ ملے گی۔“

”اپنی تقدیر میں اپنے منفرد انداز میں بنائی پڑے گی۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو نہ صرف دولت و معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔ ایسا نظام پیش کر کے گویا ہم کانونِ وحییت میں پذیرفرد نمود دیں گے۔ انسانیت کو سچے اور صحیح امن کا پیغام دیں گے کہ صرف ایسا امن ہی بنی نوع انسان و خوش نمود سے بچ سکتا ہے۔ صرف ایسا امن ہی بنی نوع انسان کی خوشی اور خوشحالی کا امن و محافظ ہو سکتا ہے۔“
(خطاب سیٹنگ بینک آف پاکستان کا افتتاح، ۱۵ جولائی ۱۹۴۷ء)

عبداللہ اور تعزیری احکام
اللہ کے کلام پاک کا ایک
ہدایت کا بھی باعث ہوئے
قائد اعظم

باب قرآن کریم

(۱) قرآن کے لفظی ترجمے روح قرآن سے خالی ہیں (مودودی)
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبدالقادر صاحب
شاہ رفیع الدین صاحب، حضرت شیخ الہند، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے تراجم کے بارے میں مودودی صاحب
فرماتے ہیں :-

پہلی چیز جو ایک لفظی ترجمے کو پڑھتے وقت محسوس ہوتی ہے وہ روانی عبارت، زور بیان، بلاغت زبان
اور تاثیر کلام کا فقدان ہے۔ قرآن کی سطروں کے نیچے آدمی کو ایک ایسی بے جان عبارت ملتی ہے جسے پڑھ کر نہ اسکی
روح و جذبہ میں آتی ہے، نہ اس کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، نہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں، نہ اس کے
جذبات میں کوئی طوفان برپا ہوتا ہے، نہ اسے محسوس ہوتا ہے کہ کوئی چیز عقل و فکر کو تسخیر کرتی ہوئی قلب و جگر تک
اترتی چلی جا رہی ہے، اس طرح کا کوئی تاثر رونما ہونا تو درکنار ترجمے کو پڑھتے وقت تو بسا اوقات آدمی یہ سوچتا رہتا
ہے کہ کیا واقعی یہی وہ کتاب ہے جس کی نظیر لانے کے لئے دنیا بھر کو چیلنج دیا گیا تھا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظی ترجمے
کی چھلنی صرف دو اکنے خشک افتراء ہی کو اپنے اندر سے گزرنے دیتی ہے، رہی ادب کی وہ تیز تیز اسپرٹ جو قرآن کی
اصل عبارت میں بھری ہوئی ہے، اس کا کوئی حصہ ترجمے میں شامل نہیں ہونے پاتا۔ وہ چھلنی کے اوپر ہی سے اڑ
جاتی ہے۔ (تفہیم القرآن، ص ۱)

(۲) رحمن اور رحیم کی مثال ایسی ہے جیسے سخی وانا، گورا چٹا، لمبا ترنگا
اسم رحمن کی کمی کو پورا کرنے کے لئے رحیم کا اضافہ کیا گیا ہے (مودودی)

”انسان کا خاصہ ہے کہ جب کوئی چیز اس کی نگاہ میں بہت زیادہ ہوتی ہے تو وہ مبالغہ کے صیغوں میں اس کو
بیان کرتا ہے، اور ایک مبالغہ کا لفظ بول کر وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس شے کی فراوانی کا حق ادا نہیں ہوا، تو پھر
وہ اسی معنی کا اور لفظ بولتا ہے تاکہ وہ کمی پوری ہو جائے جو اس کے نزدیک مبالغہ میں رہ گئی ہے اللہ کی تعریف میں

نکستی کا مرجع خدا کی ذات
خدا کی حاجت ہے،
میری آزادی اور پابندی کی
حکومت ہے۔“
پیش کش

ایسے طریقے کیونکر وضع
عرب کے معاشی نظام نے
میں تباہی سے کوئی معجزہ ہی
ہے۔ یہ انصاف کرنے اور
صفت میں ہونے والی دو عظیم
دولت کے زبردست
کام معاشی نظریہ اور نظام
ہونے لگے۔“

معاشی نظام پیش کرنا ہے
پیش کر کے گویہ مسلمانوں
ایسا امن ہی بنی نوع انسان
میں محفوظ ہو سکتا ہے۔“
میں کہتا ہوں۔ جو بول رہا ہے

رحمان کا لفظ استعمال کرنے کے بعد پھر رحیم کا اضافہ کرنے میں بھی یہی نکتہ پوشیدہ ہے۔ رحمان عربی زبان میں بڑے مبالغہ کا صیغہ ہے لیکن خدا کی رحمت اور مہربانی اپنی مخلوق پر اتنی زیادہ ہے، اور اس قدر وسیع ہے، ایسی بے حد و حساب ہے کہ اس کے بیان میں بڑے سے بڑا مبالغہ کا لفظ بول کر بھی جی نہیں بھرتا۔ اس لئے اس کی فراوانی کا حق ادا کرنے کے لئے پھر رحیم کا لفظ مزید استعمال کیا گیا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ہم کسی شخص کی فیاضی کے بیان میں ”سخی“ کا لفظ بول کر جب تشنگی محسوس کرتے ہیں تو اس پر ”داتا“ کا اضافہ کرتے ہیں۔ رنگ کی تعریف میں جب ”گورے“ کو کافی نہیں پاتے تو اس پر ”چٹ“ کا لفظ اور برصا دیتے ہیں۔ درازی قد کے ذکر میں جب ”لمبا“ کہنے سے تسلی نہیں ہوتی تو اس کے بعد ”تڑنگا“ بھی کہتے ہیں۔

(تفہیم القرآن ۱ ص ۴۲)

(۳) حروف مقطعات کوئی چیتاں نہ تھے (مودودی)

الم کی تشریح میں لکھتے ہیں :-

”یہ حروف مقطعات قرآن مجید کی بعض سورتوں کے آغاز میں پائے جاتے ہیں۔ جس زمانے میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اس دور کے اسالیب بیان میں اس طرح کے حروف مقطعات کا استعمال عام طور پر معروف تھا خطیب اور شعراء دونوں اس اسلوب سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ اب بھی کلام جاہلیت کے جو نمونے محفوظ ہیں ان میں اس کی مثالیں ہمیں ملتی ہیں۔ اس استعمال عام کی وجہ سے یہ مقطعات کوئی چیتاں نہ تھے جس کو بولنے والے کے سوا کوئی نہ سمجھتا، بلکہ سامعین بالعموم جانتے تھے کہ ان سے کیا مراد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کے خلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر مخالفین میں سے کسی نے بھی یہ اعتراض بھی نہیں کیا کہ بے معنی حروف کیسے ہیں جو تم بعض سورتوں کی ابتداء میں بولتے ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام سے بھی ایسی کوئی روایت منقول نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے معنی پوچھے ہوں۔ بعد میں یہ اسلوب عربی زبان میں متروک ہوتا چلا گیا اور اس بناء پر مفسرین کے لئے ان کے معنی متعین کرنا مشکل ہو گیا۔“

(تفہیم القرآن ۱ ص ۴۹)

(۴) سجدہ ملائکہ سے مراد تسخیر ملائکہ ہے (مودودی)

”فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ“ کی تفسیر میں سجدہ ملائکہ سے دنیا کی آئندہ زندگی میں نوع انسان کے لئے فرشتوں کا تسخیر ہونا مراد ہے۔“

(تفہیم القرآن ۱ ص ۶۵)

(۵) بنی اسرائیل پر رفع طور محض ایک کیفیت تھی، حقیقت نہ تھی (مودودی)

وَرَفَعْنَا قَوْمَكُمُ الطُّورَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :-

”بہار کے دامن میں میثاق لینے وقت ایسی خوفناک صورت حال پیدا کر دی تھی کہ ان کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بہار اُن پر آ کر لگا“

(تفہیم القرآن ص ۸۳)

نوٹ :- یہی تفسیر سر سید احمد خان نے کی ہے۔

(۶) ساحروں کا سجدہ اندرونی کیفیت تھی حقیقت نہ تھی | وَالْقِيَّةِ السَّجْدَةِ سَاجِدِينَ کی تفسیر میں

”اور جادو گردوں کا یہ حال ہوا کہ گویا کسی چیز نے اندر سے انہیں سجدہ میں گرا دیا“ (تفہیم القرآن ص ۶۹)

(۷) حضرت عیسیٰ کا رَفْعُ إِلَى السَّمَاءِ قرآن سے ثابت نہیں ہے (مودودی)

آیت مَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ کی تشریح میں کہتے ہیں :-

”یہ اس معاملہ کی اصل حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے۔ اس میں جرم و صراحت کے ساتھ جو چیز بتائی گئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح کو قتل کرنے میں یہودی کامیاب نہیں ہوئے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اب رہا یہ سوال کہ اٹھانے کی کیفیت کیا تھی تو اس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ قرآن نہ صرف اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ نے ان کو جسم و روح کے ساتھ کرۂ زمین سے اٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا اور نہ ہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے طبعی موت پائی اور صرف اُن کی روح اٹھائی گئی۔ اسی لئے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جاسکتی ہے اور نہ اثبات۔“

(تفہیم القرآن حصہ اول ص ۴۲)

(۸) قرآن کے لئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں (مودودی)

”قرآن کے لئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں۔ ایک اصلی درجہ کا پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بہ نظر غلط کیا ہو اور جو طرز جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ وہ اپنے پکچروں سے انٹر میڈیٹ میں طلباء کے اندر قرآن فہمی کی ضروری استعداد پیدا کر لے گا۔ پھر بی۔ اے میں ان کو پورا قرآن اس طرح پڑھا دے گا کہ وہ

عبیت میں کافی ترقی کر جائیں گے۔ اور اسلام کی روح سے بھی بخوبی واقف ہو جائیں گے۔
 تنقیحات ۱۹۶۳ء ۳۴۲، ۳۴۳

(۹) قرآن کی تعلیم تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں ہونی چاہیے (موردی)

”قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے۔ مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔
 اُن کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہیے جو قرآن اور سنت کے مغز کو پا چکے ہیں۔“
 (تنقیحات ص ۱۳۳ ترجمان القرآن، جون ۱۹۳۹ء)

(۱۰) شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا ترجمہ قرآنؒ تمام ہندوستان کے علماء اس بات پر متفق ہیں

کہ شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا ترجمہ قرآن الہامی ہے مولانا محمد قاسم صاحبؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) فرماتے تھے کہ اگر قرآن اردو زبان میں نازل ہوتا تو شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے ترجمے کے ٹکڑے نازل ہوتے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے شاہ صاحبؒ کے ترجمہ کی تعریف اپنے ترجمہ کے مقدمہ میں لکھی ہے۔
 شیخ الہندؒ نے شاہ صاحبؒ کے ترجمہ کی خوبیاں اور باریکیاں بیان کی ہیں وہ قابل دید ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے مقدمہ میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ میں نے قرآن کا نیا ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ شاہ صاحبؒ ہی کے ترجمہ کو دور حاضرہ کی زبان میں پیش کیا ہے تاکہ مروجہ زمانہ کی وجہ سے جو الفاظ متروک ہو گئے ہیں انکو بہانہ بنا کر لوگ اس بیش قیمت ترجمہ سے استفادہ کرنے سے اعراض نہ کرنے لگیں۔ اہل فہم پر شاہ صاحبؒ کے ترجمہ کے حقائق و دقائق بفضلہ کھلتے ہیں لیکن ایک کور باطن کو وہ ترجمہ بے جان اور بے حق ہی معلوم ہوگا۔“
 (مؤلف)

(۱۱) اللہ کی صفات اور اسماء میں الحاد (علامہ عثمانیؒ)

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا
 وَذُرُّ الدِّیْنَ یُکِدُّوْنَ فِیْ اَسْمَائِهِ ط
 سَیَجْزِیْوْنَ مَا کَاذُوْا یَعْلَمُوْنَ -
 اور اللہ کے لیے ہیں سب نام اچھے سو اُس کو
 پکارو وہی نام کہو، اور چھوڑ دو اُن کو جو کج راہ چلتے
 ہیں اس کے ناموں میں وہ بدلہ پائیں گے اپنے کئے کا۔
 حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-
 (حضرت شیخ الحدادؒ)

”غافلین کا حال ذکر کر کے مومنین کو متنبہ فرمایا ہے کہ تم غفلت اختیار نہ کرنا غفلت دور کرنے
 والی چیز خدا کی یاد ہے سو تم ہمیشہ اُس کو اچھے ناموں سے پکارو اور اچھی صفات سے یاد کرو۔ جو لوگ
 اس کے اسماء و صفات کے بارے میں کج روش اختیار کرتے ہیں انہیں چھوڑ دو وہ جیسا کریں گے ویسا بھگتیں گے۔“

خدا کے ناموں اور صفاتوں کے متعلق کچھ ردی یہ ہے کہ خدا پر ایسے نام یا صفت کا اطلاق کرے جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی اور جو حق تعالیٰ کی تعظیم اور جلال کے لائق نہیں۔ یا اس کے مخصوص نام اور صفت کا اطلاق غیر اللہ پر کرے یا ان کے معانی بیان کرنے میں بے اصول تاویل اور کھینچ تان کرے۔ یا ان کو معصیت (مثلاً سحر وغیرہ) کے مواقع میں استعمال کرنے لگے۔ یہ سب الحاد فی الاسماء کی شکلیں ہیں۔

اسی آیت کے حاشیہ میں شاہ عبدالقادر صاحب ^{رحمۃ اللہ علیہ} فرماتے ہیں کہ الحاد یہ کہ جو وصف نہیں بتائے وہ کہے جیسے اللہ کو بڑا کہا لمبا نہیں کہا یا قدیم کہا پرانا نہیں کہا۔

فَلَا تُضَاهُوا لِلَّهِ الْوَاقِعَ
وَلِلَّهِ الْمِثْلُ لَا عَلَى

(۱۲) حروف مقطعات اسرار لدنی کے بحر متواج ہیں (حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی ^{رحمۃ اللہ علیہ})

”یہ فقیر قرآن مجید کے حروف مقطعات کی نسبت کیا لکھے۔ کیونکہ ان حروف میں سے ہر ایک حرف عاشق و معشوق پوشیدہ اسرار کا ایک بحر متواج ہے، اور محب و محبوب کے ذوق اور باریک رازوں اور مژدوں کی ایک پوشیدہ رمز ہے (مکتوبات ^{رحمۃ اللہ علیہ} از مکتوبات امام ربانی ^{رحمۃ اللہ علیہ})“

”یہ اسرار حروف مقطعات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جو قرآن کی آیات متشابہات میں سے ہیں جن کی تاویل سے علماء و سچین کو اطلاع دی ہے۔“

ہاء و حشتی است مری ما ہجوا الف رب حبیب خدا
لام مری خلیل اللہ است میم ز تفسیر کلیم اللہ است

”حضرت کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کار و بار کا مبداء الف کی حقیقت ہے اور اس حقیقت کے معاملہ کا مبداء بھی تبعیت و وراثت کے طور پر ہی الف کی حقیقت ہے۔ لیکن حضرت کلیم اللہ کی بازگشت میم کی حقیقت کی طرف ہے۔“

”اور حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے کار و بار کا مبداء وہ حقیقت جو الف کی حقیقت سے برتر ہے اور ایسے ہی حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبداء وہی حقیقت فوقانی ہے۔“

(مکتوبات ^{رحمۃ اللہ علیہ} صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸۔ مکتوبات امام ربانی و فتاویٰ)

(۱۳) تفسیر بالرائے حرام ہے | تفسیر وہی مقبول ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام ^{رضی اللہ عنہم}

تابعین، تبع تابعین اور ائمہ ہدیٰ و مفسرین حق نے روایت کی ہے۔ تفسیر میں اپنی رائے کا دخل نہ چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر بالرائے کرنے والے کو جہنمی ٹھہرایا ہے۔ جس نے قرآن کی تفسیر میں علم کے بغیر اپنی رائے سے کچھ بیان تو اسے من قال فی القرآن بغیر علم (دینی روایت) اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا چاہیے۔

بِرَأْسِهِ فليستوا مقعدہ فی الناس۔

(موردی)

پرانے ذخیروں سے نہیں۔

(۱۹۳۹ء)

ہمارا اس بات پر متفق ہیں
راہ العلوم دیوبند
کے محرمے کے محرمے
تقدیر میں لکھی ہے۔

ما دید ہیں حضرت شیخ الہند
شاہ صاحب ^{رحمۃ اللہ علیہ} ہی کے
مردک ہو گئے ہیں انگو
ماہل فہم پر شاہ صاحب ^{رحمۃ اللہ علیہ}
اور بے ند ہی معلوم ہو گا۔
(مؤلف)

ب نام اچھے سوس کو
دو آن کو جو کچھ راہ چلتے
گئے اپنے کئے کا۔
(حضرت شیخ الحداد ^{رحمۃ اللہ علیہ})

مگر نا غفلت دور کرنے
یاد کرو۔ جو لوگ
بھیا کریں گے وہ بھٹکیں گے۔

باب ۳

توحید و رسالت

(۱) حکومت کے بغیر عقائد لایعنی اور بیکار ہیں | (مودودی)

”اس کے بعد تمدن کی تفصیلی صورت جو اس بنیاد پر بنتی ہے اس کا سارا نقشہ دنیا کے دوسرے نقشوں سے بدلا ہوا ہوتا ہے، مہارت، لباس، خوراک، طرز زندگی، ادب و اطوار، شخصی کردار، کسب معاش، صرف دولت، ازدواجی زندگی، خاندانی زندگی، معاشرتی رسوم، مجلسی طریقے، انسان اور انسان کے تعلق کی مختلف شکلیں لین دین کے معاملات، دولت کی تقسیم، مملکت کا انتظام، قانون کے اصول، تفصیلی ضوابط کا اصول سے استنباط، عدالت، پولیس، احتساب، مالگزاری، فینانس، امور نافعہ (Public Works) صنعت و تجارت، خبر رسانی، تعلیمات اور دوسرے محکموں کی پالیسی، فوج کی تربیت و تنظیم، جنگ و صلح کے معاملات اس تمدن کا طور و طریق اپنی ایک مستقل شان رکھتا تھا۔ اور ہر چیز میں ایک واضح خط امتیاز اس کو دوسرے تمدنوں سے الگ کرتا ہے اس کی ہر چیز میں اول سے آخر تک ایک خاص نقطہ نظر، ایک خاص مقصد اور ایک خاص اخلاقی رویہ کار فرما ہوتا ہے جس کا براہ راست تعلق خدا و احد کی حاکمیت مطلقہ اور انسان کی محکومیت، مسکولیت، اور دنیا کے بجائے آخرت کی مقصودیت سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔“

اسی تہذیب اور تمدن کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام پہلے پہل بھیجے گئے تھے۔
 ”راہبانی تہذیب کو مستثنیٰ کر کے ہر وہ تہذیب جو دنیا کی زندگی کے متعلق ایک جامع نظریہ اور کاروبار دنیا کو چلانے کے لئے ایک ہمہ گیر طریقہ رکھتی ہو، قطع نظر اس سے کہ وہ جاہلیت کی تہذیب ہو یا اسلام کی طبعاً اس بات کی طالب نہ ہوتی ہے کہ حاکمانہ اختیارات پر قبضہ کرے، زمام حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے اور زندگی کا نقشہ اپنے طرز پر بنائے حکومت کے بغیر کسی ضابطہ و نظریہ کو پیش کرنا یا اس کا منفقہ ہونا محض بے معنی ہے۔ راہب تو دنیا کے معاملات کو چلانا ہی نہیں چاہتا بلکہ ایک خاص قسم کے ”سلوک“

سے اپنی جیانی نجات کی منزل تک باہر ہی باہر پہنچ جانے کی فکر میں لگا رہتا ہے اس لئے نہ اس کو حکومت کی حاجت نہ طلب، مگر جو دنیا کے معاملات ہی کو چلانے کا ایک خاص ڈھنگ لے کر اٹھے اور اُسی ڈھنگ کی پیروی میں انسان کی فلاح اور نجات کا معتقد ہو، اس کے لئے تو بجز اس کے کوئی چارہ ہی نہیں کہ اقتدار کی کنجیوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے، کیونکہ جب تک وہ اپنے نقشہ پر عمل درآمد کرنے کی طاقت حاصل نہ کر لے اس کا نقشہ واقعات کی دنیا میں قائم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کاغذ پر اور ذہنوں میں بھی زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہ سکتا۔ جس تہذیب کے ہاتھ میں زمام کار ہوتی ہے دنیا کا سارا کاروبار اُسی کے نقشہ پر چلتا ہے، وہی علوم و افکار اور فنون و آداب کی رہنمائی کرتی ہے، وہی اخلاق کے سانچے بناتی ہے، وہی تعلیم و تربیت عام کا انتظام کرتی ہے اسی کے قوانین پر سارا نظام تمدن مبنی ہوتا ہے اور اسی کی پالیسی بر شعبہ زندگی میں کارفرما ہوتی ہے۔ اس طرح کی زندگی میں کہیں بھی اس تہذیب کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی جو اپنی حکومت نہ رکھتی ہو۔“

(تجدید و احیائے دین۔ اشاعت ہشتم جون ۱۳۳۲ء ص ۳۳)

(۲) مراتب انبیاء حکومت الہیہ کے قیام پر موقوف ہیں | نبوت کا منتہا ہے مقصود حکومت الہیہ کا قیام ہے

”پس دنیا کے انبیاء علیہم السلام کے مشن کا منتہا ہے مقصود یہ رہا ہے کہ حکومت الہیہ قائم کر کے اس پورے نظام زندگی کو نافذ کریں جو وہ خدا کی طرف سے لائے تھے وہ اہل جاہلیت کو یہ حق تو دینے کے لئے تیار تھے کہ اگر چاہیں تو اپنے جاہلی اعتقادات پر قائم رہیں اور جس حد کے اندر ان کے عمل کا اثر ان ہی کی ذات تک محدود رہتا ہے۔ اس میں اپنے جاہلی طریقوں پر چلتے رہیں مگر وہ انہیں یہ حق دینے کے لئے تیار نہ تھے اور فطرۃ نہ دے سکے تھے کہ اقتدار کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں رہیں اور وہ انسانی زندگی کے معاملات کو طاقت کے زور سے جاہلیت کے قوانین پر چلائیں۔ اسی وجہ سے تمام انبیاء نے سیاسی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی۔ بعض کی مساعی صرف زمین تیار کرنے کی حد تک رہیں جیسے ابراہیم علیہ السلام۔ بعض نے انقلابی تحریک عملاً شروع کر دی۔ مگر حکومت الہیہ قائم کرنے سے پہلے ان کا کام ختم ہو گیا، جیسے حضرت مسیح۔ اور بعض نے اس تحریک کو کامیابی کی منزل تک پہنچا دیا۔ جیسے حضرت یوسفؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔“

(تجدید و احیائے دین۔ اشاعت ہشتم جون ۱۳۳۲ء ص ۳۴)

نوٹ :- ان اہتمامات کو پڑھتے وقت ناظرین اوراق مقاصد بعثت کی آیت **هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ الرَّسُلَ** اور آیت **اسْتَخْلَفَ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ الْخ** ذہن میں رکھیں۔ (مؤلف)

(۳) عصمت انبیاء در اصل انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں ہے
اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبی سے غلطی کرائی ہے

(مودودی)

” لیکن ان حضرات نے شاید اس امر پر غور نہیں کیا کہ عصمت دراصل انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منصب نبوت کی ذمہ داریاں صحیح طور پر استعمال کرنے کے لئے مصلحتاً خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ فرمایا ہے ورنہ اگر اللہ کی حفاظت تھوڑی دیر کے لئے بھی ان سے منطفک ہو جائے تو جس طرح عام انسانوں سے بھول چوک اور غلطی ہوتی ہے اسی طرح انبیاء سے بھی ہو سکتی ہے اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبی سے کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں تاکہ لوگ انبیاء کو خدا نہ سمجھیں اور جان لیں کہ یہ بھی بشر ہیں۔“

(تفہیمات جلد ثانی صفحہ ۴۳)

(۴) انبیاء کو سزا بھی دی جاتی تھی

(مودودی)

” چہارم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقبول بارگاہ ہونے کے باوجود اور اس کی طرف سے بڑی بڑی حیرت انگیز طاقتیں پانے کے باوجود تھے تو وہ بندہ اور بشر ہی۔ الوہیت ان میں سے کسی کو حاصل نہ تھی۔ رائے اور فیصلہ کی غلطی بھی کرتے تھے، بیمار بھی ہوتے تھے، آزمائشوں میں بھی ڈالے جاتے تھے حتیٰ کہ قصور بھی ان سے ہو جاتے تھے اور انہیں سزا تک دی جاتی تھی۔“

(ترجمان القرآن ص ۱۵۵ مئی ۱۹۵۵ء)

(۵) نبی کا علم نبوت سے پہلے عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے

(مودودی)

” قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام وحی آنے سے پہلے جو علم رکھتے تھے اس کی نوعیت عام انسانی علوم سے کچھ بھی مختلف نہ تھی۔ ان کے پاس نزول وحی سے پہلے کوئی ایسا ذریعہ علم نہ ہوتا جو دوسرے لوگوں کو حاصل نہ ہو۔ چنانچہ فرمایا۔ ما کنتم تدرس ما الکتاب ولا ایمان الایہ (شوری) تم کچھ نہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ ووجدک ضالاً فہدیٰ الایہ۔ اور اللہ نے تم کو نادان فاقہ راہ پایا۔ پھر تمہیں راہ بتایا۔“

(مسائل جلد اول صفحہ ۲۶۶)

(۶) حضرت آدمؑ کو نفس کے حوالے کر دیا گیا | (مودودی)

”گمان کرنے کے لئے کوئی معقول وجہ موجود نہیں ہے کہ شجر ممنوعہ کا چکھتے ہی آدمؑ کے سر کھل جانا اس درخت کی لکھی خاصیت کا نتیجہ تھا۔ درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے سوا کسی اور چیز کا نتیجہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کا ستر اپنے انتظام سے ڈھانکا تھا جب انہوں نے حکم کی خلاف ورزی کی تو خدا کی حفاظت ان سے ہٹا لی گئی۔ ان کا پردہ کھول دیا گیا اور انہیں خود ان کے نفس کے حوالے کر دیا گیا کہ اپنی پردہ پوشی کا انتظام خود کریں اگر اس کی ضرورت سمجھتے ہیں اور اگر ضرورت نہ سمجھیں یا اس کے لئے سہی نہ کریں تو خدا کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ کس حال میں پھرتے ہیں“

(تفہیم القرآن (۲) ص ۱۲)

(۷) حضرت آدمؑ کو مودودی صاحب نے ملٹن اور مارٹن کو تھمر کی طرح پیش کیا ہے |

والف، علاوہ ازیں اگر موقع محل اور سیاق و سباق کی مناسبت کو دیکھا جائے تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ آدمؑ علیہ السلام کی پوزیشن صاف کرنے کے لئے یہ قسط نہیں بیان کیا ہے بلکہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ وہ بشری کمزوری کیا تھی جس کا صدور ان سے ہوا اور جس کی بدولت صرف وہی نہیں بلکہ ان کی اولاد بھی اللہ تعالیٰ کی پیشگی تنبیہات کے باوجود اپنے دشمن کے پھندے میں پھنسی اور پھنستی جا رہی ہے۔

”مگر اس عہدہ پر مستقل تقرر ہونے سے پہلے امتحان لینا ضروری سمجھا گیا تاکہ امیدوار کی صلاحیتوں کا حال کھل جائے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ اس کی کمزوریاں کیا ہیں اور خوبیاں کیا۔ چنانچہ امتحان لیا گیا اور جو بات کھلی وہ یہ تھی کہ یہ امیر وارتھریس اور اطماع کے اثر میں آکر پھسل جانا اطاعت کے عزم پر مضبوطی سے قائم نہیں رہتا اور اس کے علم پر نسیان غالب آ جاتا ہے اس امتحان کے بعد آدمؑ اور ان کی اولاد کو مستقل خلافت پر مامور کرنے کے بجائے آزمائشی خلافت دی گئی اور آزمائش کے لئے ایک مدت (جل جس کا اختتام قیامت پر ہوگا) مقرر کر دی گئی۔ اس آزمائش کے دور میں امیدواروں کے لئے معیشت کا سرکاری انتظام ختم کر دیا گیا اب اپنی معاش کا انتظام انہیں خود کرنا ہے۔ البتہ زمین اور اس کی مخلوقات پر ان کے اختیارات برقرار ہیں“

(ترجمان القرآن ص ۱۳۶ مئی ۱۹۵۵ء)

(ب) " اس فقرے کا دوبارہ اعادہ معنی خیز ہے۔ ادھر کے فقرے میں یہ بتایا گیا ہے کہ آدم نے توبہ کی اور اللہ نے قبول کر لی۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ آدم اپنی نافرمانی پر عذاب کے مستحق نہ رہے۔ گناہ گاری کا جو داغ ان کے دامن لگ گیا تھا وہ دھو ڈالا گیا۔ نہ یہ داغ ان کے دامن پر رہا نہ ان کی نسل کے دامن پر اور نہ اس کی ضرورت پیش آئی کہ معاذ اللہ! خدا کو اپنا اکلوتا بیٹا بیچ کر نوح انسانی کا کفارہ ادا کرنے کے لئے سولی پر چڑھوانا پڑتا۔ برعکس اس کے اللہ نے آدم علیہ السلام کی توبہ ہی قبول کرنے پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ اس کے بعد انہیں نبوت سے بھی سرفراز کیا تاکہ وہ اپنی نسل کو سیدھا راستہ بتا کر جائیں۔ "

(تفہیم القرآن ص ۶۸)

(۸) حضرت نوحؑ میں جاہلیت کا جذبہ (مودودی)

" لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں تنبیہ فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اس کو محض اس لیے اپنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلب سے پیدا ہوا ہے محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے، تو وہ اپنے دلی کے زخم سے بی پروا ہو کر اس فکر کی طرف پلٹ آئے جو اسلام کا مقتضایہ ہے۔ "

(تفہیم القرآن ج ۲ ص ۳۴۴)

(۹) حضرت ابراہیمؑ سے شرک کا ارتکاب (مودودی)

" اس سلسلہ میں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تارے کو دیکھ کر کہا میرا رب ہے اور جب چاند سورج کو دیکھ کر انہیں اپنا رب کہا تو کیا وہ اس وقت عارضی طور پر یہی شرک میں مبتلا نہ ہو گئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طالب حق اپنی جستجو کی راہ میں سفر کرتے ہوئے حج کی منزلوں میں غور و فکر کے لئے ٹھہرتا ہے۔ اصل اعتبار ان منزلوں کا نہیں ہوتا۔ بلکہ اصل اعتبار اس سمت کا ہوتا ہے جس پر وہ پیش قدمی کر رہا ہے۔ اور اس آخری منزل کا مقام ہوتا ہے جہاں پہنچ کر وہ قیام کرتا ہے حج کی منزلیں ہر جویا کے حق کیلئے ناگزیر ہیں۔ "

(تفہیم القرآن ص ۵۵۵)

نوٹ:- آخری جملہ کی زبردست تمام انبیاء آگئے۔ (مولف)

نوٹ:- مودودی ہو سکے تو قرآن سے یہ آیت ہی نکلا دین کا مکان میں المشرکین

Note for page number: *Of man's first disobedience,*

The eating of that forbidden tree,
That brought man into this world.
(ملن - پیرے ڈائریوسٹ) (Milton - Paradise Lost)

۱۰) بعثت سے پہلے علوم انبیاء آثار کائنات سے متعلق ہیں (مودودی)

”سورہ انعام کی آیت فلما جن علیہ الیل واکو بیا کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ”یہاں ابراہیم علیہ السلام کے ابتدائی تفکر کی کیفیت بیان کی گئی ہے جو منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے ان کے لئے حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ بنا اس میں بتایا گیا ہے کہ ایک صحیح الدماغ اور سلیم النظر انسان جس نے سراسر شرک کے ماحول میں آنکھیں کھولی تھیں اور جسے توحید کی تعلیم کہیں سے حاصل نہ ہو سکتی تھی کس طرح آثار کائنات کا مشاہدہ کر کے اور ان پر غور و فکر اور ان سے صحیح استدلال کر کے ابرحق معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا“
(تفہیم القرآن سورہ انعام ج ۱ صفحہ ۵۵)

۱۱) رسول اللہ کی معرفت توحید بھی آثار کائنات کی اسٹڈی سے متعلق تھی (مودودی)

”سورہ حود رکوع ۱ کی آیت فمن کان علیٰ بینۃ من دینہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-
”اس ارشاد سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نزول قرآن سے پہلے ایمان بالغیب کی منزل سے گزر چکے تھے جس طرح سورہ انعام میں حضرت ابراہیمؑ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ہر نبی ہونے سے قبل آثار کائنات کے مشاہدہ سے توحید کی معرفت حاصل کر چکے تھے اسی طرح یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ نبیؐ نے بھی غور و فکر سے اس حقیقت کو پایا تھا اور اس کے بعد قرآن نے اگر اس کی نہ صرف تصدیق و توثیق کی بلکہ آپ کو حقیقت کا براہ راست علم بھی عطا کر دیا۔“
نوٹ :- پیر سرگرم (۵) اور (۱۱) میں تفاد مثنیٰ سے (محولف) (تفہیم القرآن ج ۲ صفحہ ۳۳۱)

۱۲) سرور انبیاء اور انبیاء کے علوم بعثت سے پہلے محض کسی ہوتے ہیں (مودودی)

”اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ وحی کے ذریعہ سے حقیقت کا براہ راست علم پانے سے پہلے انبیاء علیہم السلام مشاہدہ اور غور و فکر کی فطری قابلیتوں کو صحیح طریقہ پر استعمال کر کے (جیسے اوپر کی آیت میں بنیۃ من دینہ سے تعبیر کیا گیا ہے) توحید و معاد کی حقیقتوں تک پہنچتے تھے اور ان کی رسائی وہی نہیں کسی ہوتی تھی“
نوٹ :- آثار کائنات اور تخلیق کائنات میں فرق (خولف) (رسائل و مسائل ص ۲۹ حصہ اول طبع دوم)

Note (a) Science is an approach to Truth through observation + experimentation of (آثار کائنات).

Note (b) Philosophy is an approach to Truth through meditation + speculation of (آثار کائنات).

کہ آدم نے توبہ کی اور اللہ نے
گنہ گاری کا جو داغ ان کے دامن
میں پر اور نہ اس کی ضرورت
ہے سولی پر چڑھوانا پڑتا۔
اس کے بعد انہیں نبوت سے

(۶۸ ص)

بل کا ساتھ دیا اس کو محض اس
تو وہ اپنے دل کے زخم سے

(۳۴۴ ص)

(مودودی)

محمد علیہ السلام نے تارے کو
اس وقت عارضی طور پر بھی
میں سفر کرتے ہوئے سچ کی
بلکہ اصل اعتبار اس سمت کا
ہی پچھو وہ قیام کرتا ہے سچ کی
ستارے (۵۵۸ ص)

Note for

مکرمات ہیں انسان کی فطری

نوشتہ آثار کائنات اور ملکوت السموات والارض میں بہت فرق ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اس کائنات کے اصول و کلیات پر مطلع کیا گیا۔ مودودی نے آثار کائنات کو انبیاء کی جولانگاہ بتایا ہے حالانکہ آثار کائنات تو پہلا قدم ہے۔ سلیکس حقیقت تجلیات آثار سے سب سے پہلے گزرتے ہیں ان کے بعد تجلیات افعالہ، تجلیات صفاتیہ اور شیون ذاتیہ سے واسطہ پڑتا ہے۔ تجلیات ذاتیہ انبیاء کی سیرا اصول میں اور غیر انبیاء کی سیرا ظلال میں واقع ہوتی ہے۔ فلاسفوں اور سائنسدانوں کی جولانگاہ صرف آثار میں عوام کی جولانگاہ بھی ہے آثار میں۔

(۱۳) بسا اوقات پیغمبروں تک کو نفس شریک کی رہنمائی کے خطرے پیش آئے ہیں | مودودی

”اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریک کی رہنمائی کے خطرے پیش آئے ہیں۔ چنانچہ داؤد علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو ایک موقع پر تنبیہ کی گئی ہے کہ :-
(سورہ ص ۶۱) ”ہوئے نفس کی پیروی نہ کرنا ورنہ یہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دے گی“
(تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۶۱ طبع نجم)

(۱۴) حضرت موسیٰؑ سے ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا
نبوت سے پہلے جب راہ ہدایت ان پر نہ کھلی تھی

در نبی ہونے سے پہلے تو کسی نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰؑ سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا۔ چنانچہ جب فرعون نے ان کو اس فعل پر ملامت کی تو انہوں نے بھڑے دربار میں اس بات کا اقرار کیا۔
یعنی فیعل مجھ سے اس وقت سرزد ہوا جب راہ ہدایت مجھ پر نہ کھلی تھی۔“

(رسائل و مسائل ج ۳ مطبوعہ بار دوم ۱۹۵۴ء)

(ترجمان القرآن مئی، جون، جولائی تا اکتوبر ۱۹۴۲ء)

(۱۵) حضرت موسیٰؑ — ایک جلد باز فاتح — A Hasty Victor | مودودی

آیت ”عجلت الیک رباً لترضی“ کے تحت حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں :-
”ان کی مثال اس جلد باز فاتح کی سی ہے جو اپنے اقتدار کا استحکام کئے بغیر مارچ کرتا ہوا چلا جائے اور پیچھے جنگل کی آگ کی طرح مفتوحہ علاقہ میں بغاوت پھیل جائے۔“

(رسالہ ترجمان القرآن ج ۲۹ عدد ۴ ص ۵)

(۱۶) حضرت یونسؑ سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی ہوگئی تھی (مودودی) **اُن کی قوم کا عذاب اُن کی کوتاہیوں کی وجہ سے ملا**

”تاہم قرآن کے ارشادات اور صحیفہ یونسؑ کی تفصیلات پر غور کرنے سے اتنی بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ حضرت یونسؑ سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہوگئی تھیں اور غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا اس لئے جب آتا عذاب دیکھ کر انشور یوں نے توبہ و استغفار کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ پس جب نبی اداے رسالت میں کوتاہی کرے گا اور اللہ کے مقرر کردہ وقت سے پہلے بطور خود اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو اللہ تعالیٰ کے انصاف نے اس قوم کو عذاب دینا گوارا نہ کیا کیونکہ اس پر اتمام حجت کی قانونی شرائط پوری نہیں ہوئی تھیں۔“
(تفہیم القرآن جلد ۲ سورہ یونس، حاشیہ ص ۱۳۱، ۱۳۲)

(۱۷) حضور دجال کے بارے میں شک میں مبتلا تھے (مودودی) **تاریخ نے حضورؐ کا اندیشہ غلط ثابت کر دیا**

”دجال کے متعلق جتنی احادیث نبیؐ سے مروی ہیں ان کے مضمون پر مجموعی نظر ڈالنے سے یہ بات صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضورؐ کو اللہ کی طرف سے اس معاملہ میں جو علم ملا تھا وہ صرف اس حد تک تھا کہ بڑا دجال ظاہر ہونے والا ہے اس کی یہ اور صفات ہوں گی اور وہ ان خصوصیات کا حامل ہوگا لیکن یہ آپ کو نہیں بتایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہوگا۔ کہاں ظاہر ہوگا۔ اور یہ کہ وہ آیا آپ کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپ کے بعد کسی بعید زمانہ میں پیدا ہونے والا ہے۔ ان امور سے متعلق جو مختلف باتیں حضورؐ سے احادیث میں منقول ہیں۔ وہ دراصل آپ کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے۔ یہ تردید اول تو خود ظاہر کرتا ہے کہ یہ باتیں آپ نے علم وحی کی بناء پر نہیں فرمائی تھیں بلکہ اپنے گمان کے مطابق فرمائی تھیں۔ اور آپ کا گمان وہ چیز نہیں جس کے صحیح نہ ثابت ہونے سے آپ کی نبوت پر کوئی حرف آتا ہو۔ حضورؐ کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے عہد میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو۔ لیکن کیا سارے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضورؐ کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا؟“
(ترجمان القرآن فردوسی ص ۱۹۲۶ء)

(۱۸) انبیاءؑ ————— پیڈروں کی حیثیت میں (مودودی) **سرور انبیاءؑ کی حیثیت میں**

۱۸) ”اسلامی تحریک کے تمام لیڈروں میں ایک محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم ہی وہ تنہا لیڈر ہیں جن کی زندگی میں ہم کو اس تحریک کی ابتدائی دعوت سے لے کر اسلامی اسٹیٹ کے قیام تک اور پھر قیام کے بعد اس اسٹیٹ کی شکل و دستور داخلی و خارجی پالیسی اور نظم مملکت کے پہنچنے تک ایک ایک مرحلہ اور ایک ایک پہلو کی پوری تفصیلات اور نہایت مستند تفصیلات ملتی ہیں۔“

(ب) ”اس دوران میں تحریک کے لیڈر نے اپنی شخصی زندگی سے اپنی تحریک کے اصول کا اور ہر اس چیز کا جس کے لئے یہ تحریک اٹھی تھی پورا پورا مظاہرہ کیا۔“

(ج) ”مگر جس لیڈر کو اللہ نے رہنمائی کے لئے مقرر کیا تھا اس نے دنیا کے اور خود اپنے ملک کے ان بہت سے مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کی طرف توجہ بھی نہ دی بلکہ دعوت اس چیز کی طرف دی کہ خدا کے سوا تمام الہون کو چھوڑ دو۔ اور صرف اسی ایک الہ کی بندگی قبول کرو۔“ (اسلامی حکومت کا سطح قائم ہوتی ہے)

۳۲، ۲۳، ۲۴

(مودودی)

(مولف)

۱۹) رسول خدا کے علاوہ کوئی انسان معیار حق نہیں ہے

یعنی انبیاءؑ بھی معیار حق نہیں ہیں

”رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائیے کسی کو تنقید سے بالا تر نہ سمجھئے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بتائے ہوئے اسی معیار کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اسی درجہ میں رکھے۔“

(دستور جماعت اسلامی پاکستان ص ۱۱)

(مودودی)

(مولف)

۲۰) اس امت میں کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا

یہ ختم نبوت پر اعتراض ہے۔

”تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا ہے۔ قریب تھا کہ عمر ابن عبد العزیز اس منصب پر فائز ہوتے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔“

(تجدید و احیائے دین - اشاعت ہشتم جون ۱۹۶۳ء صفحہ ۲۹)

نوٹ: سید المرسلین کی امت اور کاملین سے خالی! اس کے معنی یہ ہوئے کہ ختم نبوت کر کے اس امت پر ظلم کیا گیا کہ کاملین سے محروم کیا اور یہ امت گمراہی میں چڑ گئی حالانکہ کچھلی امتوں میں پے درپے انبیاءؑ ان کی ہدایت کیلئے اٹھائے گئے پس یہ کہنا کہ اس امت میں کوئی کامل نہیں ہوا اصل ختم نبوت پر اعتراض ہے اور بارگاہِ احادیث کی شان میں گستاخی ہے۔ (مولف)

مولانا محمد قاسم صاحب فرماتے ہیں :-

عصمت انبیاء کی تشریح

”اطاعت اور فرمانبرداری اور تابعداری اس کو کہتے ہیں کہ اللہ کی مرضی کے موافق کام کیا جائے جس طرح بادشاہان دنیا اپنی ہر شخص سے بیان نہیں کرتے بلکہ مقرران بارگاہ کے ذریعہ دوسروں کو مطلع کروا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اس شان بے نیازی پر کب سزاوار ہے کہ وہ ہر کسی سے کہتا پھرے کہ اس کام کو کرنا چاہیئے اور اس کام کو نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ بھی اپنے مقرران خاص کے ذریعہ اوروں کو اپنی رضا اور غیر رضا سے مطلع کرے گا۔ ہم ان مقرران بارگاہ کو جو اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی اطلاع اوروں کو کرتے ہیں پیغمبر، نبی اور رسول کہتے ہیں۔“

”وجہ تسمیہ خود ظاہر ہے لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ کوئی کسی کا مقرب جب ہی ہو سکتا ہے جبکہ اس کی موافق مرضی ہو۔ جو لوگ مخالف مزاج ہوتے ہیں قرب و منزلت ان کو میسر نہیں آ سکتا چنانچہ ظاہر ہے مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص یوسف ثانی ہو اور حسن میں لاثانی ہو۔ اس کی ایک آنکھ کافی ہو تو اس ایک آنکھ کا نقصان تمام چہرہ کو بد نما اور نازیبا کر دیتا ہے ایسے ہی اگر ایک بات بھی کسی میں دوسروں کے مخالف مزاج ہو تو ان کی اور خوبیاں بھی ہوتی نہ ہوتی برابر ہو جائیں گی۔ غرض ایک عیب بھی کسی میں ہوتا ہے تو پھر محبوبیت اور موافقت طبعیت و رضا متصور نہیں جو امید تقرب ہو اس لئے یہ بھی ضرور ہے کہ انبیاء اور مرسل سراپا اطاعت ہوں اور ایک بات بھی ان میں خلاف مرضی خداوندی نہ ہو اسی وجہ سے ہم انبیاء کو معصوم کہتے ہیں اور کھپکنے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ ان میں گناہ خداوند عالم کا مادہ اور سامان ہی نہیں کیونکہ جب ان میں کوئی صفت بُری ہی نہیں تو پھر ان سے بُرے افعال کا صادر ہونا بھی ممکن نہیں اس لئے کہ افعال اختیاری تابع صفات ہوتے ہیں۔ اگر سخاوت ہوتی ہے تو داد و دہش کی نوبت آتی ہے اور اگر رنج ہوتا ہے تو کوڑی کوڑی جح کی جاتی ہے۔ شجاعت میں معرکہ آرائی اور بزدلی میں پسپائی ظہور میں آتی ہے۔ ہاں یہ بتا ممکن ہے کہ بوجہ سہو یا غلط فہمی جو گاہ بگاہ بڑے بڑے عاقلوں کو بھی پیش آ جاتی ہے اور سولے خداوند عظیم و خیر اور کوئی اس سے منزہ نہیں کسی مخالف مرضی کام کو موافق مرضی اور موافق مرضی کام کو مخالف مرضی سمجھ جائیں اور اس وجہ سے بظاہر خلاف مرضی کام ہو جائے تو ہو جائے یا وجہ عظمت و محبت طاع ہی مخالفت کی نوبت آجائے مگر اس کو گناہ نہیں کہتے۔ گناہ کے لئے یہ ضرور ہے کہ عمداً مخالفت کی جائے۔ بھول چوک کو لغزش کہتے ہیں گناہ نہیں کہتے یہی وجہ ہے کہ موقع عذر میں کہا کرتے ہیں کہ میں بھول گیا تھا یا میں سمجھا نہ تھا۔ اگر بھول چوک بھی گناہ ہی ہو اگر تا تو یہ عذر اور الٹا اقرار خطا ہو اگر تا عذر نہ ہو اگر تا۔ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ

انحال تابع صفات ہیں تو اب دو باتیں قابل لحاظ باقی رہیں۔ ایک اخلاق یعنی صفات اصلیہ دوسرے عقل و فہم۔ اخلاق کی ضرورت تو یہیں سے ظاہر ہے کہ انحال جن کا کرنا نہ کرنا عبادت و اطاعت اور فرمانبرداری میں مطلوب ہوتا ہے ان کا بھلا برا ہونا اخلاق کی بھلائی برائی پر موقوف ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل میں بھلی اور بری اخلاق و صفات ہی ہوتی ہیں اور عقل و فہم کی ضرورت اس لئے ہے کہ اخلاق کے مرتبے میں موقع بیوقع دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ انحال میں یہ بوجہ بے موقع ہو جانے کے کوئی خرابی اوپر نہ آجائے۔ دیکھئے سخاوت اچھی چیز ہے لیکن موقع میں صرف ہونا پھر بھی شرط ہے اگر مساکین اور مستحقین کو دیا جائے تو فہما ورنہ رندوں اور بھڑوؤں کو دینا شراب خو روں اور بھٹک نوشوں کو عطا کرنا کون نہیں جانتا کہ ادب برائیوں کا سامان ہے وجہ اس کی بجز اس کے اور کیا ہے کہ بے موقع صرف ہوا بالجمہ انحال چند تابع صفات ہیں مگر موقع اور بے موقع کا پہچاننا بجز عقل سلیم اور فہم مستقیم ہرگز تصور نہیں۔ اس لئے ضرور ہے کہ انبیاء میں عقل کامل اور اخلاق حمیدہ ہوں ظاہر ہے کہ جب اخلاق حمیدہ ہوں گے تو محبت بھی ضرور ہوگی کیونکہ خلق حسن کی بنا بر محبت ہے پر ہے اور جب موقع اور خل کا لحاظ ہے اور عقل کامل موجود ہے تو پھر خدا سے بڑھ کر اور کون سا موقع سزاوار محبت ہو گا مگر خدا کے ساتھ محبت ہوگی تو پھر عزم اطاعت و فرمانبرداری بھی ضرور ہو گا جس کا انجام یہی نکلے گا کہ ارادہ نافرمانی کی گنجائش ہی نہیں اور ظاہر ہے کہ اسی کو معصومیت کہتے ہیں۔

(مباحثہ شایعہ پور نمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۸، ۱۹، ۲۰)

(۳۲) عصمت اور حفاظت

”حضرت اسماعیل شہیدؑ نے عصمت کی مندرجہ ذیل تقسیم کی ہے :-

(۱) عصمت مطلقہ ظاہرہ دالمہ = عصمت مطلقہ سے مراد یہ ہے کہ اقوال، اعمال، افعال، علوم گویا زندگی کے ہر شعبہ میں عصمت حاصل ہو۔ عصمت ظاہرہ سے مراد یہ ہے کہ بدامتہ شریعت میں اس کا ثبوت ہو۔ عصمت دالمہ سے مراد یہ ہے کہ پیدائش سے لے کر موت تک عصمت حاصل ہو۔

(۲) عصمت مقیدہ، خفیہ، حادثہ = مقیدہ سے مراد یہ ہے کہ جس منصب کے فرائض اُس شخص کے سپرد ہوئے ہیں ان میں غلطی واقع نہ ہو۔ خفیہ سے مراد یہ ہے کہ عصمت ظاہرہ کی طرح بدامتہ شریعت میں ثبوت ہیما نہ ہو۔ عصمت حادثہ سے مراد یہ ہے کہ قرب الہی حاصل ہونے کے بعد یہ صفت اس میں پائی جانے لگے۔

عصمت کی پہلی قسم یعنی عصمت مطلقہ ظاہرہ دالمہ صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے

اور دوسری قسم یعنی عصمت مقیدہ خفیہ حادثہ پیغمبروں کے سوا دوسرے انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے فرق مراتب کی وجہ سے اس کو حفاظت کہتے ہیں۔ اس اصول پر خلافت راشدہ ائمہ شریعت و طریقت اور بڑے بڑے ادبیار کرام کے معاملات کو سمجھنا چاہیے۔ مودودی چونکہ حقائق اور معارف باطنی سے ناواقف اور محرم ہے اس لئے وہ عصمت اور حفاظت کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس حقیقت کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو کمالات ولایت کے ساتھ ساتھ فیض نبوت کے بھی حاملین ہوں۔

علم حق در علم صوفی گم شود این سخن کے باور سے مردم نشود
مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد
دل را بگذار و مرد صالح شو پیش مرد کا ملے پامال شو

انبیاء سے فرائض رسالت میں کوتاہی علم الہی کے خلاف ہے | شیخ الہند فرماتے ہیں :-
عبودیت اور عصمت انبیاء کے مخصوص کمالات،

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا من اراد من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ وصد الیعلم ان قد ابغوا رسالتہم و احاط بالدیہم و احصی کل شئی عدد ۱۔
غور مضمون آیت یہ ہے کہ حق تعالیٰ عالم الغیب اپنے بھید کی باتیں پیغمبروں کے سوا کسی پر ظاہر نہیں فرماتا اور اپنے رسول کی حفاظت و حمایت سب طرف سے کرتا ہے تاکہ رسولوں کا احکام الہی کی تبلیغ کرنا محقق ہو جائے اور کوئی فتور و قصور تبلیغ وحی میں نہ آئے اور اللہ کا علم و قدرت رسولوں کے احوال اور تمام اشیاء کو محیط ہے کوئی امر اس کے علم و قدرت سے خارج نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ احکام بندِ وحی خاص انبیاء پر نازل ہوتے ہیں اور غرض اترتی ہے یہ بھی سمجھ میں آ گیا کہ حضرات انبیاء کرام کے تمام ملکات علم و اعمال اخلاقی و احوال پسندیدہ جناب باری و اکمل و اعلیٰ ہوتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ وحی الہی اور اس کی تبلیغ کا ہر طرح سے ایسا انتظام و محافظت تمام منجانب اللہ ہوتا ہے کہ کسی نقصان و خلل کا اس میں امکان محال ہے نہ یہ ہو سکتا ہے کہ شیطان کے کسی قسم کے خلل و بان تک رسائی ہو نہ یہ ممکن ہے کہ حضرات انبیاء سے اس کے ہم مطلب میں غلطی اور اس کا تبلیغ میں کسی قسم کی کوتاہی یا بھول چوک ہو جائے۔

اسی کے ساتھ یہ ہوتا ہے کہ منجملہ کمالات گونا گوں عبودیت و عصمت و کمال انشان انبیاء علیہ السلام کو خاص طور سے عطا ہوتے ہیں۔

عبودیت کا خلاصہ تو یہ ہے کہ اپنے تمام کمالات کو محض انعام و عطائے خداوندی اور اپنے آپ کو تمام کمالات وغیرہ میں اسی کا محتاج اور دستِ سمجھے میں جس کی وجہ سے اتباع احکام الہی میں ایسی چست اور

اس کی رضا جوئی میں اس قدر محو اور چالاک کہ ہر ایک امر خداوندی کے بجالانے کو جان و دل سے تیار ہے اور ہر ایک مخالف مرض سے متنفر اور بیزار بجز اطاعت و فرمانبرداری نہ راحت کا خیال نہ تکلیفات شائقہ کا فکر و ملال نہ غرت سے سروکار نہ کسی کی ایذا رسانی کا دل پر بار۔

اور عصمت کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اقوال و افعال و عبادات و معاملات حالات و عادات (اخلاق و ملکات جو سرتاپا پسندیدہ اور برگزیدہ اور حق سبحانہ کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں بعینہٴ وحایت الہی وہ سب دخل شیطانی اور عوارض نفسانی سے معصوم و محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ ان کے کسی قول و فعل وغیرہ میں دوسرے احتمال کی گنجائش نہیں ہو سکتی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کی تعلیم قولی و فعلی وغیرہ سب قابل قبول اور واجب الانقیاد میں اور ان کے کسی قول یا فعل یا عادت یا معاملہ سے انحراف موجب خسران دارین ہے۔ (مقالات شیخ الہند)

(۲۴) سامری کا بچھڑا حق اور باطل کا مجموعہ تھا | حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں۔

”سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے، اس میں مٹی پڑی برکت کی، حق اور باطل ملکر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح کی روح اور آواز اس میں ہو گئی۔ ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہیے ایسی چیزیں بہت خطرناک ہوتی ہیں اسی سے بت پرستی بڑھتی ہے“ (تفسیر موضح القرآن سورہ طہ آیت ۹۷)

(۲۵) دین کے پیشواؤں پر طعن کرنا سامریت، خارجیت اور دجالیت ہے | حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں۔

”دنیا میں سامری کو یہ سزا ملی کہ وہ لشکر بنی اسرائیل سے باہر رہتا تھا۔ اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے دونوں کو تپ چڑھتی، اس مارے لوگوں کو دور دور کرتا اور ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہو گا۔ شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا۔ وہ بھی یہود میں سامری کے فتنہ کی تکمیل کرے گا۔ جیسے ہمارے پیغمبرؐ مال بانٹتے تھے۔ ایک شخص نے کہا انصاف سے، فرمایا اس کی جنس کے لوگ نکلیں گے۔ وہ اٹھے خارجی کہ اپنے پیشواؤں پر اعتراض کرنے۔ جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے“ (تفسیر موضح القرآن - سورہ طہ آیت ۹۷)

(۲۶) تازخ اخبار غیب کی تکذیب نہیں کر سکتی | وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ (الْهَوَىٰ دَخِيَ يُؤْمَرُ صاف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضورؐ کا کہا خدا ہی کا کہا ہے خاص کر ایسی بات جو نوحۃ اخبار غیب ہے (رہنمۃ الشیعہ از مولانا محمد قاسم صاحبؒ)

باب

خلافت راشدہ اور صحابہ کرامؓ

(۱) صحابہ کرامؓ کے انفرادی افعال اور اعمال ہمارے لیے مرجع و رہبر نہیں ہیں | (مودودی)

”اس معاملہ میں جب ہم سب سے پہلے کتاب اللہ کی جانب رجوع کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کسی مقام پر بھی صحابہ کرامؓ کے انفرادی افعال اور اعمال کو ہمارے لئے مستقل اسوہ اور مرجع قرار نہیں دیا گیا۔“

(ترجمان القرآن نمبر ۳۳۷)

(۲) صحابی کا قول و فعل حجت شرعی نہیں ہے | (مودودی)

”یہ روایت بالعموم اس طرح بیان کی جاتی ہے:-
(میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے راستہ پاؤ گے)
اگرچہ اصول فقہ کی کتابوں میں اس روایت کا جابجا ذکر کیا جاتا ہے لیکن میرے علم میں کوئی ایک اہلی باقیہ بھی ایسا نہیں ہے جس نے اس روایت سے صحابی کے قول و فعل کو مطلقاً حجت ثابت کرنے کی کوشش کی ہو۔“
(ماہنامہ ترجمان القرآن نمبر ۳۳۷)

(۳) عمومی صحابہ معیاری مسلمان بھی نہ تھے | (مودودی)

”حقیقت یہ ہے کہ عامی لوگ نہ کبھی عہد نبوی میں معیاری مسلمان تھے اور نہ اس کے بعد کبھی ان کو معیاری مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ معیاری مسلمان تو اس زمانہ میں بھی وہی تھے اور اب بھی وہی ہیں جو قرآن اور حدیث کے علوم پر نظر رکھتے ہوں اور جن کی رگ و ریشہ میں قرآن کا علم اور نبی اکرمؐ کی حیات طیبہ کا نمونہ سرایت کر گیا ہو۔ باقی رہے عوام تو اس وقت بھی ان معیاری مسلمانوں

کے پیرو تھے اور آج بھی ہیں۔

(تفہیمات جلد اول صفحہ ۳۹ ترجمان القرآن جولائی ۱۳۳۷ء)

(۴) امام ابن تیمیہؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ خلافت راشدہ کے باب میں وکیل صفائی کی حیثیت رکھتے تھے (مودودی)

”یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے قاضی ابوبکر ابن الصری کی القوا ص ۲۰۰ من القوا ص ۲۰۰ امام ابن تیمیہؒ کی منہاج السنہ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تحفۃ الشیخین پر انحصار کیوں نہ کیا۔ میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدتمند ہوں اور یہ بات میرے حاشیہ خیال میں بھی سمجھی نہیں آئی کہ یہ لوگ اپنی دیانت اور صحت تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتماد نہیں لیکن جس وجہ سے اس مسئلہ میں میں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہ راست اصل مآخذ سے تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا وہ یہ ہے کہ ان تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیان واقعات کی ہیں بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور ان کے افراط و تفریط کے رد میں لکھی ہیں جن کی وجہ سے عملاً ان کی حیثیت وکیل صفائی کی سی ہو گئی ہے اور وکالت خواہ، الزام کی ہر یا صفائی کی اس کی عین فطرت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی اس مواد کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہو اور اس مواد کو نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اس کا مقدمہ کمزور ہو جائے۔“

(خلافت و ملوکیت۔ ص ۳۲) *

(۵) حضرت عثمانؓ ملوکیت لانے کے ذمہ دار تھے (مودودی)

”لیکن ان کے بعد حضرت عثمانؓ جانشین ہوئے تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے انہوں نے بڑے درجے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف استغاضہ بن کر رہیں۔“

”حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو معزول کر کے انہوں نے کوفہ کی گورنری پر اپنے ماں جائے بھائی

نوٹ: ۱۔ السنۃ فی بیئہ و النکت فیہ ۲۔ یعنی جس میں بکارت ہے اور جھوٹ میں بتایا، واقعی اس بے سرو سامان ہے یا اس قسم کا سامان کچھ تھا۔
 پر ایک تحفۃ الشیخین تھا اور جب تحفہ تھا تو جاننے والے جاننے میں کہ سب کچھ تھا کافی ہے تسلی کو تری ایک نظر بھی۔ اور کتابیں۔ سہی۔
 ایک تحفہ ہی بہت ہے کیونکہ مولف تحفۃ حجۃ اللہ فی العالمین خاتم المحدثین و المفسرین عمدۃ المتکلمین و زبدۃ المناظرین
 مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے نام کے سنی تو دیوالے ہیں۔۔۔۔۔ (ہدیۃ الشیعہ از مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ)

ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مقرر کیا۔ اور اس کے بعد یہ منصب اپنے ایک اور عزیز سعید بن عاص کو دیا۔ حضرت موسیٰ اشعریؓ کو بصرہ کی گورنری سے معزول کر کے اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر کو ان کی جگہ مامور کیا۔ حضرت عمر بن العاصؓ کو مہر کی گورنری سے ہٹا کر اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن ابی سرح کو مقرر کیا۔

(خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۰)

”بعض حضرات اسماء الرجال کی کتابیں کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں فلاں راویوں کو ائمہ رجال نے مجروح قرار دیا ہے اور فلاں راوی جس وقت کا واقعہ بیان کرتا ہے اس وقت تو وہ بچہ تھا یا پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ اس طرح و تاریخی روایات پر تنقید حدیث کے اصول استعمال کرتے ہیں اور اس بنا پر ان کو رد کر دیتے ہیں کہ فلاں واقعہ سند کے بغیر کہا گیا ہے اور فلاں روایت کی سندیں انقطاع سے (خلافت و ملوکیت صفحہ ۳۱)

(۶) خلافت عثمانؓ میں جاہلیت داخل ہو گئی تھی (مودودی)

” مگر ایک طرف حکومت اسلامی کی تیز رفتار وسعت کی وجہ سے کام روز بروز زیادہ سخت ہوتا جا رہا تھا۔ اور دوسری طرف حضرت عثمانؓ جن پر اس کا عظیم کا بار رکھا گیا تھا ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں۔ اس لیے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی کے اندر گھس آنے کا موقع مل گیا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنا دے کر اس خطرے کا راستہ روکنے کی کوشش کی مگر وہ نہ رکا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے اسلام کے سیاسی اقتدار کو جاہلیت کے تسلط سے بچانے کی انتہائی کوشش کی مگر ان کی قربانی بھی اس انقلاب معکوس (Counter-Revolution) کو نہ روک سکی آخر کار خلافت علیؓ منہاج النبوة کا دور ختم ہو گیا۔ ملک عفو (Tyrant Kingdom) نے اس کی جگہ لی، اور اس طرح حکومت کی اساس اسلام کے بجائے پھر جاہلیت پر قائم ہو گئی۔“

” حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد جاہلیت نے مرض سرطان کی طرح اجتماعی زندگی میں اپنے ریشہ بدریح پھیلانے شروع کر دیئے۔ کیونکہ اقتدار کی کنجی اب اسلام کے بجائے اس کے ہاتھ میں تھی۔ اور اسلام زور حکومت سے محروم ہونے کے بعد اس کی نفوذ و اثر کو بڑھانے سے نہ روک سکتا تھا۔“

(تجرید و احیائے دین، اشاعت ہشتم جون ۱۹۶۳ء صفحہ ۳۶، ۳۷)

(۷) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کنہیا جی اور ہندو دیوتاؤں کے رنگ میں پیش کیا (نعوذ باللہ)

(۸) ذیلاً حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کنہیا جی اور ہندو دیوتاؤں کے رنگ میں پیش کیا (نعوذ باللہ) (مودودی کے الزامات)

(۹) حضرت انسؓ کی ثقافت پر جاہلانہ حملہ - مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیے :-

”جو حدیثیں ہم نے ابتداء میں نقل کی ہیں ان میں کان یطوف، یا کان یدور، طاق کے الفاظ آئے ہیں ان سب الفاظ کا لفظی ترجمہ ”چکر لگانا“ یا ”پھرنانا“ ہے اور ان سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام بیویوں کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ویسے آپ کا عام معمول تو یہ تھا کہ ایک ایک رات ایک ایک بیوی کے پاس بسر فرماتے، مگر احياناً ایسا بھی ہو جایا کرتا تھا کہ ایک ہی رات میں سب کے ہاں ہوا کرتے تھے۔ راوی جس بات کا عین شاہد ہے وہ عرف یہی ہے کہ آپ ہر ایک کے ہاں گئے سب بیویوں کے ہاں جانے سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ لامحالہ سب کے ساتھ ہم بستری بھی کیجائے یہ راوی کا اپنا قیاس ہے جب تشریف لے گئے تو ہر ایک کے ساتھ مباشرت بھی کی ہوگی۔ راوی حضرت انسؓ نہیں، اور ان کی عمر کو دیکھتے ہوئے ان کا ایسا قیاس کرنا کچھ زیادہ قابل تعجب نہیں معلوم ہوتا۔ وہ جب حضور کی ملازمت میں داخل ہوئے ہیں تو ان کی عمر صرف دس سال کی تھی اور آپ کی وفات کے وقت وہ بیس سال کے تھے۔ اتنے کم عمر نوجوان کا قیاس ایسے معاملات میں چنداں لائق اعتبار نہیں ہو سکتا۔ نوجوان بڑے جب کسی شوہر کو بیوی کے پاس جانے دیکھتے ہیں تو ان کا ذہن خواہ مخواہ مباشرت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے وہ اس بات کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ ایک سن رسیدہ آدمی کا لعلق اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت ہی کا تعلق نہیں ہوتا۔ رہی وہ بات جو حضرت انسؓ نے فرمائی ہے کہ آپ کو تیس یا چالیس مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی تو وہ نہ حضورؐ کا کوئی قول ہے نہ کوئی مستند بات، حضرت انسؓ خود فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں ایسا کہا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس وقت نوجوان تھے اور اپنے ہم عمر دوستوں ہی میں اس قسم کی گفتگو کرتے ہوں گے عہد عنفوان شباب میں عموماً لوگ رجولیت کی زیادتی کو خاص اہمیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں پھر حضرت انسؓ تو اس زمانہ کی عربی سوسائٹی کے ایک نوجوان تھے جس میں رجولیت کی زیادتی انسانیت کا ایک قابل فخر جوہر سمجھی جاتی تھی انہوں نے اپنے محبوب آقا میں جس کی غیر معمولی شخصیت سے وہ بے حد معروب بھی تھے اس فخر کے قابل چیز کا ادعا کیا تو یہ بالکل ایک افراطی ہے۔ بڑے آدمیوں کے ساتھ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ جو لوگ ان کی غیر معمولی

شخصیتوں سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں وہ ان کی ذات میں فوق بشری طاقتوں کے متعقد ہو جاتے ہیں۔

مگر ایسے معتقدات اس قابل نہیں ہوتے کہ ان کو حجت بنا کر ان پر استدلال کی عمارتیں کھڑی جائیں۔

”حضرت انسؓ نے تو صرف اسی قدر کہا کہ حضورؐ کو ۳۰ یا ۴۰ مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی

اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر بعض دوسری روایتوں میں جن کو ابو نعیم اور احمد اور نسائی اور حاکم نے نقل کیا ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ چالیس مرد جن کی قوت حضورؐ کو عنایت کی گئی تھی دنیا کے نہیں بلکہ جنت کے مرد ہیں اور

جنت کے ہر مرد کو دنیا کے سو مردوں کے برابر قوت حاصل ہوگی اس طرح چالیس کو سو سے ضرب دیکھ حساب

لگایا کہ حضورؐ میں چار ہزار مردوں کی قوت تھی یہ سب باتیں خوش عقیدگی پر مبنی ہیں اور ایسے لوگوں نے کہی ہیں

جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت سے کمال درجہ متاثر ہو کر آپ کے اندر ایسی تمام فوق البشری

طاقتوں کا اعتقاد رکھتے تھے جن کو نیک نیتی کے ساتھ وہ فخر کے قابل سمجھتے تھے انہی باتوں کو ہمارے زمانہ کے

ایک بزرگ نے جن کے علم و فضل اور تقویٰ کا پورا احترام ہمارے دل میں ہے اپنے ایک مضمون میں نقل کر دیا۔ اور

استدلال کی عمارت اس طرح قائم کی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۴ ہزار مردوں کی طاقت رکھتے تھے

اور اس طرح ۱۶ ہزار بیویاں رکھ سکتے تھے۔ مگر آپ نے صرف گیارہ بیویوں پر قناعت فرمائی یہ بات اگرچہ حسن عقیدت

کے رنگ میں کہی گئی تھی لیکن ایسی بات خواہ کسی کے قلم سے اور کسی نیت سے نکلے بہر حال ہم یہ کہنے سے باز نہیں

رہ سکتے کہ اللہ کے نبی کی قوت باہ کا حساب لگانا مذاق سلیم پر بھی بار ہے کجا کہ اس کو دشمنان اسلام اور مشکلیں اور

مذہبین کے مقابلہ میں حجت کے طور پر لایا جائے اور ان کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کنہیا جی اور ہندو دیوتاؤں کے

رنگ میں پیش کر کے یہ امید کی جائے کہ اس قسم کی باتوں سے ان کے دلوں میں نور ایمان پیدا ہوگا۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت ازواج پر مخالفین کے اعتراضات کی تردید بہت سے قومی دلائل سے ہو سکتی تھی

ان سب کو چھوڑ کر یہ طرز استدلال اختیار کرنا یقیناً افسوسناک ہے، خصوصاً ایسے زمانے میں جبکہ علماء کے

دشمن ذرا ذرا سی لغزشوں پر بات چیت کا تکیہ کرتے ہیں اور علماء سے گزر کر خود علوم دینی پر حملے کرنے

لگتے ہیں۔“

(تغیبات، طبع پیرام بعد نظر ثانی ۱۹۴۷ء) (۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶

(۱۰) صحابہ کرامؓ پر چور دروازہ سے طعن (مودودی)

”ان سب سے عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ رضوان اللہ علیہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جاتے تھے ابن عمرؓ سے کہ ابوہریرہؓ کو ترک و ضروری نہیں سمجھتے تھے فرماتے لگا ابوہریرہؓ جھوٹے ہیں“

”حضرت عائشہؓ نے ایک موقع پر انسؓ اور ابوسعید خدریؓ کے متعلق فرمایا کہ وہ حدیث رسول اللہ کو سمجھا نہیں دے تو اس زمانہ میں بچے تھے“

”حضرت حسنؓ علیؓ سے ایک مرتبہ مشابہ و متشدد کے معنی پوچھے گئے انہوں نے اس تفسیر بیان کی، عرض کیا گیا کہ ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ ایسا اور ایسے کہتے ہیں۔ فرمایا دونوں جھوٹے ہیں“

”حضرت علیؓ نے ایک موقع پر مغیرہ بن شعبہؓ کو جھوٹا قرار دیا۔ عبادہ بن صامت نے ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے سعود بن ادس انصاریؓ پر جھوٹ کا الزام لگا دیا حالانکہ وہ بدری صحابہ ہیں سے ہیں“

(تفہیمات طبع چہارم بعد نظر ثانی ص ۲۹۴)

(۱۱) اللہ کی اطاعت بغیر اطاعت رسولؐ کفر ہے = (حضرت مجدد الف ثانی ۷)

(۱۲) رسول اللہ کی اطاعت بغیر اطاعت صحابہؓ باطل ہے = (حضرت مجدد الف ثانی ۷)

(۱۳) صحابہؓ پر طعن دراصل رسول اللہؐ پر طعن ہے = (حضرت مجدد الف ثانی ۷)

(۱۴) جس نے صحابہؓ کی تعظیم نہیں کی وہ حضورؐ پر ایمان نہیں لایا = (حضرت مجدد الف ثانی ۷)

”تنہز فرقوں میں سے ہر ایک شریعت کی تابعداری کا مدعی ہے اور اپنی نجات کا دعویٰ کرتا ہے۔ کل حزب بما کذبہم فرحوۃ۔ ان کے حال کے شامل ہے لیکن وہ دلیل جو بغیر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان متعدد فرقوں میں سے ایک فرقہ ناجیہ کی تمیز کے لئے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے۔

أَلَّذِينَ هُمْ مَا آتَا عَلَيْهِمْ وَآخِصَابِي

یعنی وہ ایک فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں جو اس طریق پر ہیں جس پر میں ہوں اور مرے اصحاب ہیں۔ اصحابؓ کا ذکر صاحب الشریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے کافی ہونے کے باوجود اس مقام میں اسی واسطے ہو سکتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ میرا طریق بعینہ اصحاب کا طریق ہے۔ اور نجات کا راستہ صرف ان کے طریق کے اتباع سے وابستہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ پس رسول کی اطاعت میں حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اور ان کی مخالفت بعینہ حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی اطاعت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے برخلاف تصور کیا ہے حق تعالیٰ نے

ان کے حال کی خبر دی ہے اور ان پر کفر کا حکم لگایا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے :-

يَرْبِدُونَ أَنْ يُلْقِيَا قَوْلًا بَيْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَلْيَقُولُوا تَوْحِيدٌ مِّنْ بَعْضٍ وَنَكْهٌ مِّنْ بَعْضٍ
وَيُرِيدُونَ أَنْ يُتَّخَذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا
اَوَلَيْدَكُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا -

اور ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ اور رسول کے درمیان
فرق ڈالیں اور کہتے ہیں کہ بعض کے ساتھ ہم ایمان لاتے
ہیں اور بعض سے ہم انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ
اس کے درمیان راستہ اختیار کر لیں۔ یہی لوگ کئے کافر ہیں۔

پس مذکورہ بالا صورت میں اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریق اور تابعداری کے برخلاف حضور کی
تابعداری کا دعویٰ کرنا باطل اور جھوٹا ہے بلکہ حقیقت میں وہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین نافرمانی ہے۔
پس اس مخالف طریق میں نجات کی کیا مجال ہے۔ وَحَسْبُونَ أَنَّهُمْ عَلَى شَيْءٍ أَكَلًا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَافِرُونَ۔
(اور گمان کرتے ہیں کہ وہ اوپر کسی چیز کے ہیں، خبردار ہو تحقیق وہی ہیں جھوٹے) ان کے حال کے موافق ہے اور
اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ فرقہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تابعداری کو لازم پکڑا ہے
اہل سنت و جماعت ہی ہیں خدائے تعالیٰ ان کی کوشش کو شکور فرمائے اور اصحاب کے حق میں طعن کرنا دحقیقت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو طعن لگانا ہے۔ مَا أَهَمَّ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ تَمَّ يُؤْخَرُ أَهْوَابُهُ (جس نے
اصحاب کی عزت اور تعظیم نہیں کی وہ رسول اللہ پر ایمان نہیں لایا) کیونکہ صحابہؓ سے حد حضور کے حد تک
نوبت پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بُرے اعتقاد سے بچائے اور نیز جو احکام قرآن و حدیث سے ہم تک پہنچے ہیں
وہ ان ہی نقل کے وسیلہ سے ہیں۔ جب وہ مطعون ہوں گے تو ان کی نقل بھی مطعون ہوگی کیونکہ یہ نقل ایسی نہیں
کہ بعض سے سوا بعض کے ساتھ مخصوص ہو۔ بلکہ سب کے سب عدل اور صدق اور تبلیغ میں برابر ہیں۔ پس ان میں
سے کسی ایک کا طعن دین کے طعن کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے اور اگر طعن لگالے والے یہ کہیں کہ
ہم بھی اصحاب کی متابعت کرتے ہیں، یہ لازم نہیں کہ ہم سب اصحاب کے تابع ہوں بلکہ ان کی راؤں کے متضاد
ہونے اور مذہبوں کے اختلاف کے باعث سب کی تابعداری ممکن نہیں تو اس کا جواب ہم کہتے ہیں کہ بعض کی متابعت اُس
وقت فائدہ مند ہو سکتی ہے جبکہ بعض کا انکار اس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ ورنہ بعض کا انکار کرنے سے بعض کی متابعت
ثابت نہیں ہوتی۔

اب ہم اصل بات کو بیان کرتے ہیں اور ان کے اعتراض کا جواب ذرا صاف طور پر کہتے ہیں کہ تمام اصحاب کی
متابعت دین کے اصول میں لازم ہے اور ہرگز اصول میں اختلاف نہیں رکھتے۔ اگر اختلاف ہے تو فروع میں ہے۔
اور جو شخص ان میں سے بعض کو طعن کرتا ہے وہ سب کی متابعت سے محروم ہے ہر چند ان کا کلمہ متفق ہے مگر دین کے
بزرگوں کے انکار کی بدبختی اختلاف میں ڈال دیتی ہے اور اتفاق سے باہر نکال دیتی ہے بلکہ قائل کا انکار اس کے

اقوال کے انکار تک پہنچا دیتا ہے اور نیز شریعت کے پہچانے والے سب اصحاب بھی جیسے ذکر ہو چکا ہے کیونکہ سب کے سب اصحاب عادل تھے ہر ایک نے کچھ نہ کچھ شریعت ہم تک پہنچائی ہے اور ایسے ہی قرآن بھی ہر ایک سے کچھ نہ کچھ کر جمع کیا گیا ہے پس بعض کا انکار کرنا گویا اس کی تبلیغ سے بھی انکار کرنا ہے۔ پس تمام شریعت کا انکار منکر کے مادہ میں ثابت ہے پھر کس طرح نجات اور خلاصی کی امید ہے؟

”امام شافعیؒ نے فرمایا ہے۔ تِلْكَ دَسَاءُ طَهَّرَ اللَّهُ عَنْهَا (يَدِينَا فَلْنَطْهَرْ عَنْهَا) اَلَسْتَيْنَا -

یہ ایسے خون ہیں جن سے ہمارے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک رکھا پس اپنی زبانوں کو ہم پاک رکھتے ہیں۔“

(مکتوب ۵۰ دفتر اول مکتوبات امام ربانیؒ)

(۱۵) صحابہ کرامؓ ستاروں کی مانند ہیں
اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں (الحدیث)

(حضرت مجدد الف ثانیؒ)

”بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو ستاروں کی مانند فرمایا۔ (وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ) اور اہل بیت کو کشتی نوح کی طرح۔ اس میں اشارہ ہے کہ کشتی کے سوار کے لئے ستاروں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جائے اور ستاروں کی رعایت کے بغیر نجات بالکل محال ہے۔ اور اس بات کو اچھی طرح معلوم کریں کہ بعض کا انکار کرنا سب کے انکار کو مستلزم ہے کیونکہ حضرت خیر البشرؐ کی صحبت کی فضیلت میں سب صحابہؓ مشترک ہیں۔ اور صحبت کی فضیلت تمام فضیلتوں اور کمالات سے بڑھ کر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اوّلین قرنیٰ جو تمام تابعین میں سے اچھا ہے ایک ادنیٰ صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچا ہے۔ پس صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی ہوگی۔ اُن کا ایمان صحبت اور نزول وحی کی برکت سے شہودی ہو گیا تھا اور صحابہؓ کے بعد کسی کو اس درجہ کا ایمان نصیب نہیں ہوا۔ اور اعمال ایمان پر مرتب ہوتے ہیں اور اُن کا عمل ایمان کے کمائی موافق ہے۔“

”اور جو کچھ ان کے درمیان لڑائی جھگڑے واقع ہوئے ہیں سب بہتر حکمتوں اور نیک گمانوں پر محمول ہیں۔ وہ حرص دہوا اور جہالت سے نہ تھے بلکہ وہ اجتہاد کی رو سے تھے اور اگر اُن میں سے کسی نے اجتہاد میں خطا کی ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک خطا کار کے لئے بھی ایک درجہ ہے۔ اور یہی افراط و تفریط کے درمیان سیدھا راستہ ہے جس کو اہل سنت و جماعت نے اختیار کیا ہے اور یہی بچاؤ والا اور سیدھا راستہ ہے۔“ (مکتوب ۵۹۔ دفتر اول)

(۱۶) حضرت وحشیؒ حضرت اوّلین قرنیٰ سے کئی درجہ افضل ہے | (مجدد الف ثانیؒ)

”صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ حاصل کر لیتے تھے کہ امت کے ادیب و کرم نہایت انتہائیت میں بھی اس کمال سے قصور و اس حصہ مشکل حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہؓ کا تعلق وحشی جو ابتدائے اسلام میں ایک ہی مرتبہ سیدہ اہلین و آخرین کی صحبت سے مشرف ہوا، اویس قرنیؓ سے جو غیر التابین سے افضل ہے۔ جو کچھ وحشیؓ کو حضورؐ کی پہلی ہی صحبت میں حاصل ہوا، اویس قرنیؓ کو وہ خصوصیت انتہا میں بھی میسر نہ ہوئی۔ اسی واسطے سب زمانوں میں سے بہتر زمانہ اصحابؓ کا ہے اور تہم کے لفظ نے دوسروں کو پیچھے ڈال دیا اور درجہ کے بعد کی طرف اشارہ کیا۔“

”ایک شخص نے عبداللہ بن مبارکؓ سے پوچھا کہ معاویہؓ افضل ہے یا عمر بن عبدالعزیزؓ تو اس نے جواب دیا کہ وہ غبار جو حضورؐ کے ساتھ جہاد میں معاویہؓ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیزؓ سے کئی درجہ بہتر ہے۔“ (مکتوب ۶۷ - دفتر اول مکتوبات امام ربانیؒ)

(۱۷) حضرت عثمانؓ اور صحابہ کرامؓ پر طعن کرنے والا زندقہ و ملحد ہے | (مجدد الف ثانیؒ)

اگر حضرت عثمانؓ مطعون ہیں تو قرآن بھی مطعون ہے | (مجدد الف ثانیؒ)

”یقینی طور پر تصور فرمائیں کہ زندقہ اور ملحد کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ تر ہے اور تمام گمراہ فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبرؐ کے اصحابؓ سے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ۔ اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھتا ہے۔ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ۔ قرآن اور شریعت کی تبلیغ اصحابؓ ہی نے کی ہے اور اگر ان پر طعن لگائیں تو قرآن اور شریعت پر طعن آتا ہے۔ قرآن کو حضرت عثمانؓ نے جمع کیا ہے۔ اگر حضرت عثمانؓ مطعون ہیں تو قرآن مجید بھی مطعون ہے۔ حق تعالیٰ ان زندلیوں کے ایسے بُرے اعتقاد سے بچائے۔ مخالفت اور جھگڑے جو اصحاب کرامؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان واقع ہوئے ہیں نفسانی خواہشات پر محمول نہیں ہیں۔ کیونکہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ان کے نفسوں کا تزکیہ ہو چکا تھا اور ارادہ پن آزاد ہو چکا تھا۔ اس قدر جانتا ہوں کہ حضرت امیرؓ اس بارہ میں حق پر تھے اور ان کے مخالفت خطا پر۔ لیکن یہ خطا اجتہادی ہے جو فسق کی حد تک نہیں پہنچاتی بلکہ اس قسم کی خطا میں ملامت کی بھی مجال نہیں کیونکہ ایسی خطا کرنے والے کو بھی ایک درجہ ثواب کا حاصل ہے۔“

(مکتوب ۵۴ - دفتر اول مکتوبات امام ربانیؒ)

(۱۸) صحابہ کرامؓ کے معاملات میں گفتگو فضول ہے | (مجدد الف ثانیؒ)

” لیکن اصحاب کا زمانہ سب سے بہتر ہے۔ اس کی نسبت گھٹو کرنا فضول ہے سابق سابق ہی میں اور جنت نعیم میں مقرب ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ دوسروں کا پہلا جتنا سونا خرچ کرنا ان کے ایک مد جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہے۔
وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَاءُ -

(مکتوب ۲۹، صفحہ ۳۴ دفتر اول مکتوبات امام ربانی)

(۱۹) علی کے ساتھ حق گھوم گیا جدھر علی گھومے (الحدیث)

” پس حق نام ہی اس چیز کا ہے جو اس شخص کے سینے میں چمک اٹھے جس کا مطلب یہی ہے کہ حق کا وہ تابع نہیں ہوتا بلکہ حق اس کا تابع ہوتا ہے خود حدیث میں بھی دیکھو کہ یہ نہیں کہا گیا کہ وہ حق کے ساتھ گھومتا ہے (بلکہ فرمایا گیا ہے کہ حق ہی اس کے ساتھ گھومتا ہے)۔“

دارالحق مع علی حیث ۵۱۷ .. علی کے ساتھ حق گھوم گیا جدھر علی گھومے (الحدیث)
(عبقات صفحہ ۳۹۲۔ حضرت اسماعیل شہید)

(۲۰) دین کی اصل خلافت راشدہ ہے (شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ)

جو شخص اس اصل کو طوطا ہے وہ فی الحقیقت تمام علوم دینیہ کو مٹاتا ہے

” کہتا ہے فقیر حقیر ولی اللہ علیٰ عنہ کہ اس زمانے میں بدعت تشیع اشکار ہو گئی ہے۔ اور عام لوگوں کے دل ان شبہات سے متاثر ہو گئے ہیں اور اس ملک کے اکثر لوگ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلافت کے ثبوت میں شک کرنے لگے ہیں ہذا اذوق فیق الہی کی روشنی نے اس بندہ ضعیف کے دل میں ایک علم پیدا کیا جس سے یقین کے ساتھ معلوم ہوا کہ خلافت ان بزرگوں کی ایک اصل ہے اصول دین سے۔ جب تک لوگ اس اصل کو مضبوط نہ پکڑیں گے کوئی مسئلہ مسائل شریعت سے مضبوط نہ ہو گا کیونکہ اکثر احکام جو قرآن عظیم میں مذکور ہیں محل ہیں بغیر تفسیر سلف صالح کے ان احکام کا حل نہیں ہو سکتا اور اکثر حدیثیں خبر واحد میں شرح کی محتاج ہیں بغیر اس کے کہ سلف کی ایک جماعت ان کو روایت کرے اور مجتہدین ان سے استنباط کریں قابل تمک نہیں ہو سکتیں اور نہ بدوں ان بزرگوں کی کوشش کے متعارض حدیثوں میں تطبیق کی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح تمام فنون دینیہ مثل علم قرأت و تفسیر و عقائد و سلوک کے بغیر اقوال ان بزرگوں کے کسی اصل پر قائم نہیں رہ سکتے اور سلف صالحین نے ان امور میں خلفائے راشدین ہی کی پیروی کی ہے اور ان کے دامن کو مضبوط پکڑا ہے۔ قرآن کا جمع ہونا اور قرأت شاذہ سے

قرآن متواترہ کا امتیاز پانا خلفائے راشدین ہی کی کوشش پر مبنی ہے اور عہدہ فقاہ کے فرائض اور حدود اور احکام فقہ وغیرہ ان ہی خلفاء کی تحقیق پر مرتب ہیں (لہذا جو شخص اصل کے ٹوٹنے کی کوشش کرتا ہے وہ فی حقیقت موقوف مذہب دینیہ کو مٹانا چاہتا ہے اور نیز (اسی علم سے) معلوم ہوا کہ مدبر السموات والارض تبارک تعالیٰ نے جس طرح ازل الازل میں شریعت کی تمام باتوں کو پہلے کلام نغی کے مرتبہ میں معین و مقرر کیا اسی مرتبہ کی طرف اس آیہ کریمہ میں اشارہ ہے (ترجمہ) مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارگاہ ہے کتاب اللہ میں جس نے اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ان (بارگاہ مہینوں) میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں (یعنی ان میں خوں ریزی وغیرہ کی ممانعت نہایت شدید ہے) { اس کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کبھی اجمالاً اور کبھی تفصیلاً نازل کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی صراحتاً اور کبھی اشارۃً ان تمام شرائع کو بیان فرمادیا یہاں تک کہ مقصود حق تعالیٰ کا تحفظ ہر ہو گیا اور اللہ کی حجت قائم ہو گئی اور ان تمام باتوں پر اعتقاد لانے اور عمل کرنے کے لئے بندوں کا مکلف ہونا واضح ہو گیا اسی طرح خلفائے راشدین کی خلافت پہلے کلام نفسی میں مقرر ہوئی اور قرآن عظیم میں اجمالاً نازل ہوئی اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کبھی بطور رویا (یعنی خواب کے) اور کبھی صحابہ کے خوابوں کی تعبیر میں بطور فراست کے اس اجمال کی تفصیل ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً اور اشارۃً اس شریف علم (یعنی حقیقت خلفائے راشدین) کی خبر دیدی یہاں تک کہ ان بزرگوں کی خلافت پر اعتقاد لانے اور عمل کرنے کے لئے بندوں کا مکلف ہونا مستحق ہو گیا اور امیر (خلافت) سے پردہ اٹھ گیا اور قرن اول کے لوگوں (یعنی صحابہ) نے اسی کی منشا پر جان و دل سے عمل کیا۔

(ازالۃ الخفاء جداول دیباچہ۔ سبب تالیف ص ۱۰)

(۲۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والا علوم قرآن سے محروم ہے (مولانا محمد قاسم صاحب)

جو شاگرد استاد کی خدمت میں گستاخ ہوتا ہے عادت الہیوں جاری ہے کہ علم سے بہرہ ور نہیں ہوتا۔ وجہ اس کی شاید یہ ہو کہ شکر پر وعدہ مزید نعت ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔ یعنی اگر شکر کرو گے تو البتہ تم اور زیادہ دیں گے۔ تو اس صورت میں شہادت عقل کفران پر زوال نعت متفرع ہونا چاہیے اور حدیث میں ہے۔ مَنْ شَكَرَ لَكُمْ لَمْ يَشْكُرْ لِلَّهِ۔ یعنی جو کوئی آدمیوں کا شکر نہ کریگا وہ اللہ کا بھی شکر نہ کریگا، اور ظاہر ہے کہ ہر چند منعم حقیقی خداوند کریم ہے پر دولت علم بواسطہ استاد ہی حاصل ہوتی ہے اور نعت عظمیٰ کلام اللہ کے استاد حضرات صحابہؓ میں جن میں سے خلیفہ اول اور ثالث کو تو بوجہ تالیف مصنف مجازی کہیے تو بجا ہے پھر ایسے گستاخوں کو (مودودی و امثالہا) یہ نعت عظمیٰ عطا ہو تو کیونکر ؟

(بدیۃ الشیعہ ص ۱۰)

باب ۵

احادیث کے متعلق

(۱) احادیث سے علم الیقین حاصل نہیں ہو سکتا (مودودی)

”مجرد احادیث پر ایسی کسی چیز کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی جسے مدار کفر و ایمان قرار دیا جائے۔ احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی آئی ہیں جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے نہ علم الیقین“

(ترجمان القرآن مارچ اپریل مئی جون ۱۹۴۵ء)

(۲) احادیث پر اور راویان احادیث پر کلی اعتماد نہیں کیا جاسکتا (مودودی)

”مُکَلِّفَةُ انْ پُر اعتماد کرنا کہاں درست ہے بہر حال تھے تو انسان ہی۔ انسانی علم کی جو حدیں فطرۃ اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں ان سے آگے تو وہ نہیں جاسکتے تھے انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے اس سے تو ان کے کام محفوظ نہ تھے“

(تفہیمات جلد اول ص ۳۱۹)

(۳) سند کی صحت حدیث کی صحت پر لازمی دلیل نہیں ہے (مودودی)

(۱) آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں لیکن ہم سند کی صحت کو حدیث کی صحت کی دلیل لازمی نہیں سمجھتے ہمارے نزدیک سند کسی حدیث کی صحت معلوم کرنے کا واحد ذریعہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہم یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ متن پر غور کیا جائے قرآن و حدیث کے مجموعی علم سے دین کا جو مفہوم ہمیں حاصل ہوا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے؟

(رسائل مساک جلد اول ص ۲۹)

(۳) یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ بخاری میں جتنی احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو بھی جوں کا توں بلا تنقید قبول کرنا چاہیے کسی روایت کے سنداً صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا نفس مضمون بھی ہر لحاظ سے صحیح اور جوں کا توں قابل قبول ہو۔

(ترجمان القرآن بابت اکتوبر نومبر ۵۲ء صفحہ ۱۱۳-۱۱۴)

(۴) بخاری شریف پر حملہ (مودودی)

(۱) آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں لیکن ہم سند کی صحت کو حدیث کی صحت کی لازمی دلیل نہیں سمجھتے ہمارے نزدیک سند کسی حدیث کی صحت معلوم کرنے کا واحد ذریعہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہم یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ متن پر غور کیا جائے۔ قرآن و حدیث کے مجموعی علم سے دین کا جو مفہوم ہمیں حاصل ہوا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے۔ (رسائل مسائل جلد اول صفحہ ۲۹)

(۲) یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ بخاری میں جتنی احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو بھی جوں کا توں بلا تنقید قبول کرنا چاہیے کسی روایت کے سنداً صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا نفس مضمون بھی ہر لحاظ سے صحیح اور جوں کا توں قابل قبول ہو۔

(ترجمان القرآن بابت اکتوبر نومبر ۵۲ء صفحہ ۱۱۳-۱۱۴)

(۵) سند صحیح تو حدیث پر کھنکھانے کا معیار نہیں ہے (مودودی)

”جس شخص کو اللہ تعالیٰ تفقہ کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے اس کے اندر قرآن اور سیرت رسول کے غائر مطالعہ سے ایک خاص ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس کی کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے ایک پرانے جوہری کی بصیرت کہ وہ جو اہر کی نازک سے نازک خصوصیات تک کو پرکھ لیتی ہے اس کی نظر کیفیت مجموعی شریعت حقہ کے پورے سسٹم پر ہوتی ہے اور وہ اس سسٹم کی طبیعت کو پہچان جاتا ہے اس کے سبب جزئیات اس کے سامنے آتے ہیں تو اس کا ذوق اس کو بتا دیتا ہے کہ کونسی چیز اسلام کے مزاج اور اس کی طبیعت سے مناسبت رکھتی ہے اور کونسی نہیں رکھتی روایات پر جب وہ نظر ڈالتا ہے تو ان میں بھی یہی کسوٹی رد و قبول کا معیار بن جاتی ہے اسلام کا مزاج عین ذات نبوی کا مزاج ہے جو شخص اسلام کے مزاج کو

سمجھتا ہے اور جس نے کثرت کے ساتھ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے وہ نبی اکرمؐ کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اُسے بتا دیتی ہے کہ اُن میں سے کونسا فعل میرے سرکار کا ہو سکتا ہے اور کونسی چیز سنت نبوی سے اقرب ہے۔

(تفہیمات ص ۲۹۵)

(۶) اسماء الرجال میں کونسی چیز ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہو | (مودودی)

”ان تمام احادیث سے رواد کی جانچ پڑتال کر کے محدثین کرام نے اسماء رجال کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا جو بلاشبہ نہایت بیش قیمت ہے۔ مگر ان میں کونسی چیز ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہو۔“
(تفہیمات جلد اول ص ۲۹۱)

(۷) اسناد اور اسماء الرجال پر کلی اعتماد نہیں کیا جاسکتا | (مودودی)

”یہ اور ایسے ہی بہت سے امور ہیں جن کی بنا پر اسناد اور جرح و تعدیل کے علم کو کلیتہً صحیح نہیں سمجھا جاسکتا یہ مواد اس حد تک قابل اعتماد ضرور ہے کہ سنت نبویؐ اور آثار صحابہ کی تحقیق میں اس سے مدد لی جائے اور اس کا مناسب لحاظ کیا جائے مگر اس قابل نہیں کہ اسی پر کلی اعتماد کر لیا جائے۔“
(ایضاً ص ۲۹۲ تفہیمات جلد اول)

(۸) قادیانی (لاہوری گروپ) کے بارے میں مودودی صاحب کا عقیدہ |

جماعت اسلامی پاکستان
۵-۱ ذیلدار پاک
اچھرہ - لاہور

فون ۲۵۰۷
حوالہ ۲۲۹
تاریخ ۲۸-۱-۲۹

محترمی و مکرمی
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ مزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے۔ یہ تو نہ ایک مدعی نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جاسکے نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جاسکے۔

غلام علی معاون خصوصی
مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

یہ جواب میری ہدایت مطابق ہے
ابوالاعلیٰ

باب ۶

ایمان اور عمل

(۱) جو نماز نہ پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں | (مودودی)

”آج کے خطبے میں میرا مقصد آپ کو صرف یہ بتانا تھا کہ نماز اور زکوٰۃ کا اسلام میں کیا درجہ ہے۔ بہت سے مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے مولوی ان کو رات دن یہ اطمینان دلاتے ہیں کہ نماز نہ پڑھے کرا اور زکوٰۃ نہ دے کر بھی وہ مسلمان رہتے ہیں مگر قرآن اس کی صاف الفاظ میں تردید کرتا ہے۔ قرآن کی رو سے کلمہ طیبہ کا اقرار بے معنی ہے اگر آدمی اس کے ثبوت میں نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو۔“

(خطبات ستمبر ۱۹۶۶ء ص ۲۳۲)

(۲) حج نہ کرنے والے کو مسلمان سمجھنے والا قرآن سے جاہل ہے | (مودودی)

”جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج کو ٹالتے رہتے ہیں اور ہزاروں مصروفیتوں کے بہانے کر کر کے سال بہ سال یوں ہی گزارتے چلے جاتے ہیں ان کو اپنے ایمان کی خیر منافی چاہیے، رہے وہ لوگ جن کو عمر بھر کبھی یہ خیال ہی نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں۔ کعبہ یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل پر سے بھی گزر جاتے تھے جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گزرتا۔ وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن سے جاہل ہے جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔“

(خطبات سترھواں ایڈیشن ستمبر ۱۹۶۶ء ص ۳۱۸)

(۳) جو نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو کلمہ طیبہ کا اقرار اس کے لئے بے معنی ہے | (مودودی)

”رہے وہ مسلمان جن کو عمر بھر کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے دنیا بھر کے

سفر کرتے پھرتے ہیں کچھ یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل پر سے بھی گزر جاتے ہیں جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گذرتا تو وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن سے جاہل ہے جو ان کو مسلمان سمجھتا ہے۔
(خطبات ص ۱۸۶)

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے بغیر نماز روزہ اور ایمان کی شہادت سب بیکار ہیں کسی چیز کا بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

(خطبات ص ۱۸۷ شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی گوشہ محل حیدر آباد دکن)

”ان دو ارکان اسلام (نماز و روزہ) سے جو لوگ روگردانی کریں ان کا دعویٰ ایمان جھوٹا ہے۔“
(خطبات ص ۱۸۷ زکوٰۃ)

”قرآن کی رو سے کلمہ طیبہ کا اقرار بھی بے معنی ہے اگر آدمی اس کے ثبوت میں نماز اور زکوٰۃ سہا پابند نہ ہو۔“

(خطبات ص ۱۸۳)

(۴) اعمال میں کوتاہی سے ایمان اور اسلام زائل نہیں ہوتا
ایمان کی کوتاہی سے فسق آتا ہے کفر نہیں آتا

تمام اہل سنت والجماعت مسلمان ہمیشہ سے اس امر پر متفق ہیں کہ جو شخص کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ و لا شفع الا باللہ و لا حول الا باللہ) صدق دل سے کہے اس کا ایمان اجمالی اور ایمان متحقق ہو جاتا ہے اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتدائی ہوئی تمام یقینی باتوں (وحدانیت، رسالت، ملائکہ، کتاب ہائے خداوندیہ، قیامت) تقییر، ختم نبوت وغیرہ قطعیات) کو دل سے مان لے اور اقرار کر لے اس کا تفصیلی ایمان متحقق ہو جاتا ہے اور وہ مسلمان اور ملت اسلامیہ کا فرد بن جاتا ہے۔ اعمال میں کوتاہی سے یہ ایمان و اسلام زائل نہیں ہوتا، اعمال ضروریہ کی کوتاہی سے صرف فسق آتا ہے کفر نہیں آتا۔ ہاں اگر ان امور ایمانیہ کا انکار و جہود پایا جائے تب بیشک استحقاق کفر ہوتا ہے۔ اعمال خواہ کسی درجہ کے ہوں ان کا ترک کرنے والا کافر نہیں ہوتا البتہ گمراہ فرقہ خوار، معتزلہ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ اعمال مرضیہ کے ترک کرنے سے یا کبیرہ گناہ کے مرتکب ہونے سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے آج ہندوستان پھر مودودی صاحب اور ان کی جماعت بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے اور اسی کی تعلیم و تلقین کرتی ہے۔

مودودی کی تصریحات پر غور فرمائیے پاکستان اور ہندوستان کے وہ تمام سربراہان اور مسلمان لیڈر جو کہ ہر سرائق دار ہیں اور دوسرے دور کے ممالک یورپیہ اور امریکہ وغیرہ کا سفر کرتے رہتے ہیں یا زمانہ سابق میں ان دور دراز ممالک بالخصوص انگلستان کے سفر کر چکے ہیں اور نعمت حج و زیارت مدینہ منورہ سے فائز نہیں ہوئے، سرسید اور حبش محمود سے لیکر اس زمانہ کے جملہ اشخاص جن میں علامہ اقبال، قائد اعظم، نواب لیاقت علی خان، سرناظم الدین وغیرہ وغیرہ ہمیشہ زبیران قوم آتے ہیں، سب کے سب کو یک قلم قطعی اور یقینی طور پر اسلام اور ایمان سے خارج کر دیا گیا اور فتویٰ صادر کر دیا گیا کہ ان کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا جھوٹ ہے۔ جو شخص بھی ان کو مسلمان کہے وہ قرآن سے جاہل ہے۔ اسی طرح وہ تمام اسلامیت کے دعویدار جو زکوٰۃ نہیں دیتے یا نماز نہیں پڑھتے یا روزہ نہیں رکھتے ان کا دعویٰ ایمان جھوٹا ہے۔ ان کا کلمہ طیبہ پڑھنا بے معنی اور ان کے ایمان کی شہادت غیر معتبر اور بے کار ہے چونکہ ایمان اور کفر میں کوئی واسطہ نہیں ایک کے زوال سے دوسرے کا آجانا یقینی ہے۔ اس لئے جب ان لوگوں کو ایمان اور اسلام سے قطعی طور پر نکال دیا گیا تو قطعی طور پر کفر میں بھی داخل کر دیا گیا۔ اس طرح کی عمومی تحفیر صرف مودودی صاحب اور ان کی جماعت یا خوارج کے سوا کلمہ گویان امت محمدیہ کی کس نے اور کب کی گئی؟ ہمیشہ ایسے لوگ فرائض کے گنہگار مستحق عقاب ہیں ان کو جلد سے جلد توبہ کرنا اور اپنی بد اعمالیوں کو ترک کر دینا ضروری ہے (اگر زندہ ہوں) اور خداوندی عذاب کے مستحق ہیں (اگر بلا توبہ مر گئے ہوں) مگر وہ دائرہ ایمان اور اسلام سے خارج نظر شرع میں نہیں کئے جاسکتے کلمہ لا الہ الا اللہ اور ایمان ضرور بالفرد ان کو نفع پہنچائے گا۔ اگرچہ بد اعمالیوں کی سزا کے بعد ہی ہو (اگر شفاعت یا دیگر وجوہ رحمت سے مستفید نہ ہو سکے) مگر ایسے لوگ خود فی النار سے محفوظ رہیں گے۔ ذرہ برابر بھی ایمان کا ذرہ ان کے لئے خود فی النار سے محافظ اور جنت کے دخول کا ذریعہ ہوگا۔ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا یہ عقیدہ امت محمدیہ پر انتہائی ظلم اور خوارج کی طرح غلو فی الدین ہے۔

(۵) اعمال کو جزو ایمان قرار دینا

اس مقام پر جب یہ کہا گیا کہ اعمال اسلامیہ کو جزو ایمان بجز فرقہ ہائے ضالہ خوارج اور معتزلہ وغیرہ کسی نے قرار نہیں دیا اور نہ یہ کہا کہ ان کے ترک سے ایمان سے خارج ہو جائے گا۔ جیسا کہ مودودی صاحب اور ان کے متبعین ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ ان کا مسلک اہل سنت والجماعت کے مسلک کے بالکل خلاف اور احادیث صحیحہ اور آیات مہرجہ کے بالکل منافی ہے توبہ جواب دیا جاتا ہے کہ اعمال کے جزو ایمان ہونے کے قابل تو تمام سلف محدثین اور شافعیہ اور اہل ظاہر وغیرہ ہیں جو کہ اہل سنت میں سے ہی ہیں مگر جواب بالکل غلط اور دھوکا ہے۔ شافعیہ اور محدثین اعمال کو ایمان کا جزو مقوم نہیں کہتے کہ اس کے عدم سے انعدام ایمان اسی طرح ہو جائے جس طرح جزو کے انعدام سے کل کا انعدام ہو جاتا ہے بلکہ جزو متمم اور مکمل کہتے ہیں اور ان کے انعدام سے مکمل

ایمانی معدوم ہو جاتا ہے نفس ایمان معدوم نہیں ہوتا جیسا کہ اجسام انسانیہ کے دو قسم کے اجزاء ہیں بعض مکمل ہیں جیسے انگلیاں، ناک، کان، آنکھ ہاتھ پیر اور بعض مقومہ ہیں جیسے دل، دماغ، جگر وغیرہ اعضاء رئیسہ پہلے قسم کے اعضاء کے کٹ جانے سے انسان مرتا نہیں ہے البتہ اس کے جسمانی کمال میں نقصان ہو جاتا ہے، برخلاف دوسری قسم کے اجزاء کے کہ اگر وہ باقی نہ رہیں تو انسان فنا ہو جاتا ہے اس توک اعمال کی تکفیر نہیں کی جاسکتی خواہ وہ اعمال کتنی ہی عظیم الشان اہمیت رکھتے ہوں۔ امام بخاری فرماتے ہیں:- المعاصی من امر الجاحل صلیہ ولا یکف صاحبہا بارتکابہا الا بالشرک الخ معاصی رسوم جالبیہ میں سے ہیں (لیکن) عصاة کو جب تک کہ ان کی معصیت حد شرک میں نہ داخل ہو کافر نہ کہا جائے گا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام جلد سوم مکتوبات ص ۴۴، ۴۵)

بقیہ ... از صفحہ ۵۶

محکوم حقیقی اگرچہ بوجہ مفقود ہونے حمل مواطاة کے باعتبار طرف صفت و موصوف کو محکوم علیہ محکوم بہ نہ کہہ سکیں۔ علیٰ ہذا القیاس نسبت فی مابین نسبتہ حکمیہ حقیقیہ ہے اور اگر مابین صفت و موصوف ارتباط اور انصاف ذاتی نہیں تو سب کو مجازی سمجھیے مگر نسبتہ حقیقیہ کی اطلاع تین طریق سے متصور ہے محکوم علیہ سے محکوم بہ کو دریافت کیجئے اور اس طریق سے نسبت فیما بین کو دریافت کر لیجئے یا دونوں کو دریافت کیجئے اور نسبت فیما بین کو پہچانے یا محکوم بہ سے محکوم علیہ کی طرف جلیئے اور نسبتہ فیما بین کی خبر لئیے مگر چونکہ اول میں طرف المعنی محکوم علیہ کا علم ضروری ہے اور شکل ثالث میں طرف ثانی کا علم لابد ہے اور شکل ثانی میں دونوں کی اطلاع کی اول حاجت ہے تو بالضرور حکماء دین مراتب حکمیہ میں بتدریج متفاوت ہوں گے معیناً سواہ طریق اول کے محکومات یہاں کی اطلاع بجز تقلید انبیاء و متصور نہیں کیونکہ عقول ناقصہ ادراک محکومات علیہا میں کافی نہیں علماء و بریں ایک محکوم علیہ کا علم اس کے سارے لوازم معنی محکومات بہا کو متسلّم ہو سکتا ہے اور محکوم بہ کا علم اگر متسلّم بھی ہو دے تو ایک ہی محکوم علیہ کے علم کو متسلّم ہوتا ہے اسوجہ بھی مرتبہ اول قابل اولیت ہے پھر مابین وجہ کہ مرتبہ ثالث اول و ثانی سے بالذات متاخر ہے اسکا مرتبہ بھی ان دونوں کے بعد ہوگا سو مرتبہ اول بدرجہ کمال تو انبیاء ہی کے ساتھ مخصوص نظر آتا ہے اگرچہ کچھ قدر متبعان باخلاص بھی ان کے شریک ہوں چنانچہ قبل ارشاد صلی اللہ علیہ وسلم تجبہ الوضو حضرت بلال کا دواومت فرمانا اور بہت سے احکام میں حضرت عمرؓ کے موافق وحی کا آنا اسپر شاید یہی علیٰ ہذا القیاس حضرت یزید بسطامیؒ اور حضرت شیخ محی الدین عربیؒ کے وہ اقوال جن سے احکام شرعیہ پر بے دس و تدبیر فقط بمونثہ الہام ان کا مطلع ہوا ثابت ہوتا ہے عجب نہیں کہ اسپر محمول ہوا اور احتمال ہے کہ فقط علم احکام مراد ہو بے شک کہ ایسے محکومات علیہا معلوم ہوں پہچانے اس کے محکومات یہاں ہی احکام کی طرف ذہن کو انتقال داتع ہوا ہو اور مرتبہ ثانی اکیرا و اولیا و مجتہدان بالاتفاق کیلئے ہے کہ مرتبہ ثالث وہ مکرر اراذکیا راست ہے۔ ماورائے اسکے تقلید بحث ہے بظاہر علم ہے اور حقیقت میں جمل ہے۔ الغرض جو شخص عقل بعیدہ اور قریبہ پر مطلع ہوگا وہ عالم اور حکیم کامل اور مصداق دمن یوت الحکمتہ فقہ اوقی خیراً کثیراً ہوگا در نہ اگر لاج غفوظ کا بھی حافظ ہو تو عالم نہیں جاہل ہے۔ (آیات ص ۴۴)

باب علماء اور مشائخ

(۱) علماء اور مشائخ سب گمراہ ہیں | (مودودی)

(الف) ”اور یہی جہالت ہم ایک نہایت قلیل جماعت کے سوا مشرق سے لیکر مغرب تک مسلمانوں میں عام دیکھ رہے ہیں خواہ ان پر عوام ہوں یا دستار بند علماء یا خرقہ پوش مشائخ یا کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات ان سب کے خیالات اور طریقے ایک دوسرے سے بدرجہا مختلف ہیں مگر اسلام کی حقیقت اور اس کی روح سے ناواقف ہونے میں سب یکساں ہیں“

(تفہیمات ج ۱ ص ۳۶)

(ب) ”سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین و مفتیان شرع متین دونوں قسم کے رہنا اپنے نظریہ اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں“

(سیاسی کشمکش ج ۳ ص ۷۷)

(۲) تصوف چنیا بیگم ہے | (مودودی)

”پہلی چیز جو مجھ کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وقت سے شاہ صاحبؒ اور ان کے خلفاء تک کے تجدیدی کاموں میں کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا اور دانستہ اُن کو پھیر وہی غذا دیدی جس سے مکمل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی“

ذخ:۔ اس وقت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مفتی کفایت اللہؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ زندہ تھے۔ علاوہ بریں شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ، مولانا فخر احمد عثمانیؒ، مولانا یوسف بنوریؒ، مفتی شفیع صاحبؒ اور دیگر بڑے بڑے علماء موجود تھے۔

” پس جس طرح پانی جیسی حلال چیز بھی اس وقت ممنوع ہو جاتی ہے جب وہ مریض کے لئے نقصان دہ ہو۔ اسی طرح یہ قالب بھی مباح ہونے کے باوجود اس بنا پر قطعی چھوڑ دینے کے قابل ہو گیا ہے کہ اس کے لباس میں مسلمانوں کو افیون کا چسکا لگایا گیا ہے اور اس کے قریب جاتے ہی ان مریضوں کو پھر وہی فنیہ یاد آ جاتی ہے جو صدیوں ان کو تھپک تھپک کر سلاتی رہی ہیں۔“

(۳) سید احمد شہیدؒ اور اسمعیل شہیدؒ کی تحریک جہاد میں صوفیت کے جراثیم تھے (مودودی)

” مسلمانوں کے اس مرض سے نہ حضرت مجدد صاحبؒ ناواقف تھے نہ شاہ صاحبؒ دونوں کے کلام میں اس اس پر تنقید موجود ہے۔ مگر غالباً اس مرض کی شدت کا پورا اندازہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں بزرگوں نے ان بیماریاں کو پھر وہی غذا دیدی جو اس مرض میں مہلک ثابت ہو چکی تھی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ دونوں کا حلقہ پھر اسی پرانے مرض میں متاثر ہوتا چلا گیا۔ اگرچہ مولانا اسمعیل شہیدؒ نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ کر تھپک وہی روش اختیار کی جو ابن تیمیہ کی تھی لیکن شاہ ولی اللہ کے لڑکچہ میں تو یہ سامان موجود ہی تھا کچھ اثر شاہ اسمعیل شہیدؒ کی تحریروں میں باقی رہا اور پیری مریدی کا یہ سلسلہ بھی سید صاحب کی تحریک میں چل رہا تھا اس لیے مرض صوفیت کے جراثیم سے یہ تحریک پاک نہ رہ سکی، حتیٰ کہ سید صاحب کی شہادت کے بعد ہی ایک گروہ ان کے حلقہ میں ایسا پیدا ہو گیا جو شیعوں کی طرح ان کی غیوبیت کا قائل ہوا اور اب تک ان کے ظہور ثانی کا منتظر ہے۔“

(۴) اب تجدید و احیائے دین کے لیے مسلمانوں کو بزرگوں کے سلاسل اور ان کے طریقوں سے اس طرح پرہیز کرانیں جس طرح ذیابیطیس کے مریض کو شکر سے پرہیز کراتے ہیں (مودودی)

” اب جس کسی کو تجدید دین کے لئے کوئی کام کرنا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ متصوفین کی زبان اور اصطلاحات سے، رموز و اشارات سے، لباس و اطوار سے، پیری مریدی سے، اور ہر اس چیز سے جو اس طریقہ کی یاد تازہ کرنے والی ہو، مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جیسے ذیابیطیس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔“

(تجدید و احیائے دین، اشاعت ہشتم جون ۱۳۷۷ھ ص ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳

جہاں لوگ اللہ واحد قہار کی خدائی کے قابل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں، مگر انبیاء، اولیاء، مشہد، صالحین، مجاہدین، اقطاب، ابدال، علماء، متاسخ اور ظل اللہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی ہی رہی۔ جاہل دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنالیا جن کی ساری زندگیاں بندوں کی خدائی ختم کرنے اور صرف اللہ کی خدائی ثابت کرنے میں صرف ہوئی تھیں۔ ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارت، نیاز، نذر، عرس، صندل، چڑھاوے، نشان، علم، تعزیئے اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی گئی۔ دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت، وفات، ظہور، غیاب، کرامت، خوارق، اختیارات و تصرفات اور اللہ کے ہاں ان کے تقرب کی کیفیات کے متعلق ایک پوری میتھیا لوجی تیار ہو گئی جو بت پرست مشرکین کی میتھیا لوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔ تیسری طرف توسل اور استمداد روحانی اور اکتساب فیض وغیرہ ناموں کے خوشنما پردوں میں وہ سب معاملات جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ ان بزرگوں سے متعلق ہو گئے اور علما وہی حالت قائم ہو گئی جو اللہ کے ماننے والے ان مشرکین کے ہاں ہے جن کے نزدیک بادشاہ عالم انسان کی رسائی سے بہت دور ہے اور انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام امور نیچے کے اہلکاروں ہی سے وابستہ ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ ان کے ہاں اہلکار علانیہ اللہ، دیوتا، اوتار یا ابن اللہ کہلاتے ہیں۔ اور یہ انہیں غوث، قطب، ابدال، اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں۔“

(تجدید اجیائے دین۔ اشاعت ششم جون ۱۹۷۷ء ص ۱۷۱)

(۶) صوفیا حضرات جاہلیت راہبانہ پھیلانے رہے (مودودی)

”جب یہ راہبانہ فلسفہ اور اخلاق انسانی فطرت سے شکست کھا جاتا ہے تو کتاب الحیل کی تصنیف شروع ہو جاتی ہے۔ کہیں کفارہ کا عقیدہ ایجاد ہوتا ہے تاکہ دل کھول کر گناہ کیا جاسکے اور جنت بھی ہاتھ سے نہ جائے کہیں ہوس رانی کے لئے عشق مجازی کا حیلہ نکالا جاتا ہے تاکہ دل کی لگی بجھا بھی لیجائے اور تقدس بھی جوں کا توں قائم رہے۔ اور کہیں ترک دنیا کے پردے میں بادشاہوں اور رئیسوں سے سانٹھ گانٹھ کی جاتی ہے اور روحانی امارت کا وہ جال پھیلا جاتا ہے جس کی بدترین مثالیں روم کے پاپاؤں اور مشرقی دنیا کے گدی نشینوں نے پیش کی ہیں۔“

”یہ تو جاہلیت کا معاملہ اپنی ہم جنس بہنوں کے ساتھ ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی امتوں میں جب یہ گھس آتی ہے تو کچھ اور بھی گل کھلاتی ہے۔ خدا کے دین پر اس کی پہلی ضرب یہ ہوتی ہے کہ یہ دنیا کو دارالعمل“

دارالامتحان، ہزرعۃ الاخیرۃ کے بجائے دارالعذاب اور "مایا کے جال" کی حیثیت سے آدمی کے سر پر پیش کرتی ہے۔ نقطہ غلط کے اس بنیادی تغیر کی وجہ سے آدمی یہ حقیقت بھول جاتا ہے کہ وہ اس دنیا میں خدا کے خلیفہ کی حیثیت سے مامور ہے۔ وہ یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ میں یہاں کام کرنے اور دنیا کے معاملات کو چلانے نہیں آیا ہوں بلکہ گندگی اور نجاست میں پھینکا گیا ہوں جس سے مجھے بچنا اور دور بھاگنا چاہیے، میرے لئے صحیح پوزیشن یہ ہے کہ میں یہاں نان کو اپریٹ کی طرح ہوں اور ذمہ داریوں کو قبول کرنے کی بجائے ان سے کنارہ کروں۔ اس تصور کے ساتھ آدمی دنیا اور اس کے معاملات پر سہمی ہوئی نگاہ ڈالنے لگتا ہے اور بارخلافہ کو سمجھتا ہے تو درکنار باری تعالیٰ کو بھی اپنے سر بیٹا ہوا ڈرتا ہے اس کے لئے پورا نظام شریعت بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے عبادات اور آداب و نواہی کا یہ مفہوم بالکل ساقط ہو جاتا ہے کہ یہ حیات دنیا کی اصلاح اور فرائض خلافت کی انجام دہی کے لئے تیار کرنے والی چیزیں ہیں۔

برعکس آدمی یہ سمجھنے لگتا ہے کہ عبادات اور چند خاص مذہبی اعمال اس گناہ زندگی کی کفارہ ہیں۔ بس انہی کو پورے انہماک سے ٹھیک ناپ تول کے ساتھ انجام دیتے رہنا چاہیے تاکہ آخرت میں نجات حاصل ہو۔ اس ذہنیت نے انبیاء کی امتوں میں سے ایک گروہ کو مراقبہ و مکاشفہ چد کشی اور ریاضت اور دوغائف احراب و اعمال، سیر نظامات اور حقیقت کی فلسفیانہ تعبیروں کے چکر میں ڈال دیا ہے اور مستحبات اور نوافل کے التزام میں فرائض سے بھی زیادہ منہمک کر کے خلافت الہیہ کے اس کام سے غافل کر دیا جس کو جاری کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام آئے تھے۔

(تجدید و احیائے دین۔ اشاعت ہشتم جون ۱۳۲۵ء ص ۲۶)

(۷) مشائخ عظام کا مقام بہت عالی ہے (حضرت اسماعیل شہید)

حضرت اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں :-

"خصوصاً صوفیہ صافیہ کے طبقہ کا ان لوگوں میں بڑا مقام عالی ہے، اس سلسلہ میں انہیں بالادستی کا امتیاز حاصل ہے، قوم کے شہسواروں میں ان بزرگوں کے حدود تک پہنچنے میں کوئی بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ خواہ جتنی بھی تدبیروں سے انہوں نے کام لیا ہو اور ہزار ہا ہزار قسم کے ساتھ میدان میں اترے ہوں، سچ تو یہ ہے خبروں کے سننے کا جسے شوق ہو چاہیے کہ ان ہی بزرگوں کی وہ خبریں سننے اور دوسروں کے نقش قدم پر چلتا ہو وہ ان ہی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے، کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے ہمیشہ کبھی ناکام و نامراد نہیں ہوئے، اور ان کے وابستوں میں جو شریک ہوا اس نے کبھی کوئی خطرہ

محسوس نہیں کیا کیونکہ اپنی ذمہ داریوں کی خلاف ورزی بزرگوں کی اس جماعت نے کبھی نہیں کی ان کے طور و طریق پر نکتہ چینی نہیں کی گئی۔ بارش کے سامنے جس نے ہاتھ پھیلا دیا وہ میراب ہو گا اور آدمی اسی کے ساتھ رہتا ہے جسے وہ محبوب رکھتا ہے۔“

(عبقات صفحہ ۳۷)

(۸) اکابرین کے راستہ سے ہٹا ہوا دین کا
پتھر ہے اس کی صحبت زہر قاتل ہے

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں :-

”اے شرافت اور نجات کے مرتبہ والے۔ تمام نصیحتوں کا خلاصہ دینداروں اور شریعت کے پابندوں کے ساتھ میل جول رکھنا ہے اور دین و شریعت کا پابند ہونا تمام اسلامی فرقوں میں سے فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت و جماعت کے طریقہ حقہ کے سلوک پر وابستہ ہے۔ ان بزرگوں کی متابعت کے بغیر نجات محال ہے۔ اور ان کے عقائد کے اتباع کے بغیر خلاصی دشوار ہے۔ تمام عقلی، نقلی اور کشفی دلیلیں اس بات پر شاہد ہیں۔ ان میں سے کسی میں خلاف احتمال نہیں ہے۔ اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ان بزرگوں کے سیدھے راستہ سے ایک رائی کے برابر بھی الگ ہو گیا ہے تو اس کی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہیے۔ اور اس کی ہم نشینی کو زہر مار خیال کرنا چاہیے۔ بیباک طالب علم خواہ کسی فرقہ سے ہوں۔ دین کے چور ہیں ان کی صحبت سے بھی بچنا ضروری ہے۔ یہ سب فتنہ و فساد جو دین میں پیدا ہوا ہے ان ہی لوگوں کی کج فہمی سے ہے کہ انہوں نے دنیاوی اسباب کی خاطر اپنی آخرت کو برباد کر دیا ہے۔“

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰةَ بِالْهُدٰی فَمَا رَجَبَتْ تِجَارَتُهُمْ
وَمَا كَانُوا مُهْتَدِیْنَ - یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے
مگر اہی خرید لی۔ پس ان کی تجارت نے ان کو نفع نہ دیا اور نہ ہی انہوں نے ہدایت پائی۔
کسی شخص نے ابلیس کو دیکھا کہ آسودہ اور فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے ہاتھ کوتاہ
کیا ہوا ہے۔ اس نے اس کا سبب پوچھا۔ لعین نے کہا اس وقت کے برے علماء میرا کام کر رہے ہیں اور
گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذمہ دار ہوئے ہیں۔“

(مکتوب ۱۳ دفتر اول مکتوبات امام ربانی)

(۹) صلح امت کی تحقیق کرنے والا گمراہ ہے اور قرآنی ہدایت سے محروم ہے

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ط گمراہ کرتا ہے خدا تعالیٰ اس مثال سے بہتر دلوں کو اور ہدایت

وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۝ الَّذِينَ
يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ
وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ
وَيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ
هُمْ الْخٰسِرُونَ ۝

کرتا ہے اس سے بہتروں کو۔ اور گمراہ نہیں کرتا۔
مثال سے مگر بدکاروں کو جو ٹوڑتے ہیں خدا کے ميثاق
مقبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس
اللہ نے فرمایا ملانے کو اور فساد کرتے ہیں ملک پر۔
وہی ہیں ٹوٹے والے۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہند)

تفسیر کے نوٹس:- "اس کلام سراپا ہدایت سے بہتروں کو گمراہی میں ڈالتا اور بہتروں کو راہ راست دکھانے
منظور ہے (یعنی اہل حق اور اہل باطل میں تمیز تمام منظور ہے) جو نہایت مفید اور ضروری ہے قطع کرتے ہیں
اس چیز کو جس کو اللہ نے فرمایا ملانے کو جیسے قطع رحم کرنا، انبیاء اور علماء اور داعیین اور مومنین اور نمر
اور دیگر جملہ امور خیر سے اعراض کرنا۔ فساد سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو ایمان سے نفرت دلاتے تھے اور مخالف
اسلام کو ورغلا کر مسلمانوں سے مقاتلہ کراتے تھے اور حضرات صحابہؓ اور صلحا امت کے عیوب نکال کر تشہیر کرتے
تاکہ آپ کی اور دین اسلام کی بے وقعتی لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے اور مسلمانوں کا راز مخانیوں تک پہنچانے
تھے اور طرح طرح کی رسوم و بدعات خلاف طریقہ اسلام پھیلانے میں سعی کرتے تھے لیکن ان حرکات
ناشائستہ سے اپنا ہی کچھ کھوتے ہیں۔ تو میں اسلام اور تحقیر صلحا امت کچھ بھی نہ ہو سکے گی۔"
(حضرت شیخ الہند رحمہ)

(۱۰) فلاح تین چیزوں پر موقوف ہے

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:-

"خواجہ جمال الدین حسینی جوانی کے وقت کو غنیمت جانیں اور جہاں تک ہو سکے حق تعالیٰ کی رضا مند
میں صرف کریں۔ یعنی اول لازم ہے کہ اپنے عقائد کو اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیم (اللہ تعالیٰ
ان کی کوششوں کو مشکور فرمائے) کے عقائد کے مطابق اپنے عقائد کو ٹھیک کریں۔ دوسرے احکام شرعیہ
فقہیہ کے موافق عمل کریں۔ اور تیسرے صوفیہ کرام قدس سرہم کے بلند طریقہ پر سلوک طے کریں۔
وَمَنْ دَقَّقَ لِهَذَا فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْ هَذَا
فَقَدْ خَسِرَ خَسِرًا عَظِيمًا -

جس کو اس کی توفیق حاصل ہو گئی وہ دونوں جہان میں بڑا کامیاب ہو گیا اور جو ان سے
محروم رہا اس کو بڑا خسارہ حاصل ہوا۔"

(مکتوب ۱۷۷ دفتر اول مکتوبات امام ربانی)

باب

اسلامی نظام کی حقیقت

(۱) موجودہ معاشرہ میں حدود کا نفاذ ظلم ہے | (موردی)

د) ”لیکن جہاں حالات اس سے مختلف ہوں، جہاں عورتوں اور مردوں کی سوسائٹی مخلوط رکھی گئی ہو، جہاں مدرسوں میں، دفاتروں میں، کلبوں میں اور تفریح گاہوں میں خلوت اور جلوت میں ہر جگہ جوان مرد اور بنی ٹھنی عورتوں کو آزادانہ ملنے جلنے اور ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا ہو، جہاں ہر طرف بے شمار صنفی حرکات پھیلے ہوئے ہوں اور ازدواجی رشتہ کے بغیر خواہشات کی تسکین کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بھی موجود ہوں، جہاں معیار اخلاق بھی آنہاں پرست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ معیوب نہ سمجھا جاتا ہو، ایسی جگہ زنا اور زنا کی شرعی حد جاری کرنا بڑا شبہ ظلم ہوگا۔“

ب) ”اسی پر حد سرقہ کو قیاس کر لیجئے کہ وہ صرف اس سوسائٹی کے لئے مقرر کی گئی ہے جس میں اسلام کے معاشی تقصیرات اور اصول اور قوانین پوری طرح نافذ ہوں اور جہاں یہ نظم معیشت نہ ہو وہاں چور کے ہاتھ کاٹنا دہرا ظلم ہے۔“ (تقیات حصہ دوم ص ۳۲)

نوٹ :- ان دو قیاسات سے یہ واضح ہو گیا کہ موردی موجودہ زمانہ میں حد زنا اور حد سرقہ کے نفاذ کو ظلم سمجھتے ہیں۔ دہرے ظلم سے مراد یہ ہے کہ سزا خود ظالمانہ دوسرے ماحول تیار نہیں ہوا اور سزا ٹھوکنے دی جائے گویا دہرا ظلم ہوا۔ اگر باری تعالیٰ کی شان میں ذرہ برابر غفلت کی جائے تو پھر وہ ظالم ہی نہیں بلکہ ظالم ٹھہرے گا۔ یورپ کے ملحدین اور زندقین بھی تو حد قرآنی کو ظالمانہ سزائیں (Barbarous Punishment) کہتے ہیں۔ ملحدہ ہے جو احکام شریعت یا صفات الہیہ یا اسماء الہیہ میں ٹیڑھیں لگائے یا پیدائش اور زندقہ ہے جو باری تعالیٰ کی شایعہ کی مراد نہ سمجھے اور غلط مطلب لے یا پیدا کرے۔ زندقہ پیدائشی جو ریکم غش و فحش ہوتا ہے۔ لیاقت علیخان مرحوم کے زمانے میں بعض زندقوں اور ملحدوں نے بھی اسی قسم کا شور اٹھایا تھا۔ عجمی قوانین کے نفاذ کے لئے ماحول تیار نہیں ہوا۔ اور بعض غیبت تو صاف کہتے تھے کہ موجودہ ترقی یافتہ زمانہ میں چور سو برس پرانا قانون کیسے چل سکتا ہے۔ آجکل بھی بہت سے مغرب زدہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ موردی نے بھی وہی کیا ہے جو ان کے گمراہ لوگ اپنی جہالت میں کہہ رہے ہیں، صرف الفاظ اور پیرایہ بیان کا فرق ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے خطبہ صدارت دھاکہ میں اے دوں کو اچھے طرح جواب دیا ہے۔

(۳) ماحول تیار نہ ہونے کا عذر سنگڑا اور بے معنی ہے | علامہ عثمانی

”بہت سے مغرب زدہ لوگ جو اپنی اسلامی بصیرت کھو چکے ہیں اور جو خفاش کی طرح ظلمت سے نکل کر روشنی میں آنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے بلکہ اور دن کا راستہ بھی روکنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ چودہ سو برس کا معاذا اللہ فرسودہ نظام اس نئی روشنی کی دنیا میں کہاں چل سکتا ہے؟“ لیکن جو نئی دنیا کی طرح طح کی نئی روشنی کے باوجود کروڑوں برس کے فرسودہ شمس و قمر سے ہنوز بے نیاز نہیں ہو سکی، تو چودہ سو برس کے قرآنی نظام سے اس کا آنکھیں چرانا کہاں تک حق بجانب ہو سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قرآنی نظام چلانے کے لئے ابھی ماحول تیار نہیں۔ لیکن قرآن جس وقت دنیا میں آیا، اگر ماحول کی تیاری اور فضا کی سازگاری کا انتظار کرتا، تو شاید قیامت تک بھی یہ انتظار ختم نہ ہوتا۔ قرآن تو اپنے لئے خود ماحول بناتا ہے اور قرآنی نظام کے نافذ ہونے سے بڑی حد تک فضا بدلنے لگتی ہے۔ آپ سعودی حکومت ہی کو دیکھ لیجئے صرف دو تین چوروں کا ہاتھ کٹنے کے بعد حجاز جیسے ملک میں چوری کا بیج بھی باقی نہیں رہا۔ اور ان مفسورین کو یہ سن کر تعجب ہو گا اور شاید کچھ افسوس بھی ہو کہ حجاز میں منڈروں اور لجنوں کا کوئی بڑا شہر تو کجا چھوٹا سا گاؤں بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ آسمانی قانون کے اجراء کی یہی تو برکت ہے کہ اس جرم کی سزا جرم کو روکتی ہے، مجرم کو جیل بھیج کر پکٹا اور ڈگری یافتہ مجرم نہیں بنایا جاتا۔“

”لوگ کہتے ہیں کہ قطعید و حشیانہ سزا (ظلم) ہے جو اس دور تہذیب کے نمایاں نہیں۔ مگر جس جرم کی یہ سزا ہے وہ کونسا مہذب فعل ہے۔ پس اگر ایک دو وحشتوں کے ارتکاب سے ہزاروں وحشتوں کا خاتمہ ہوتا ہو تو مہذب سوسائٹی کو خوش ہونا چاہیے کہ ان کے تہذیبی مشن کے کامیاب ہونے میں اس سے بڑی مدد ملی۔“

”اچھا خیر! اگر ان حضرات کو یہی اصرار ہے کہ مریض کے تندرست ہونے کے بعد دوا کا بندوبست کیا جائے یعنی پہلے ماحول ٹھیک کر لو پھر قانون اسلامی جاری کریں گے۔۔۔۔۔ (خطبہ صدارت دھاکہ ۱۹۸۸ء)

(۴) کنسر الدقائق اور صحابیہ اور عالمگیری کے حاملین قابل لعنت ہیں | (مودودی)

”کیا قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ دینی پیشواؤں سے جواب طلبی فرمائے گا (کہ تم نے قرآن کے سوا فقہ کے احکام کی تعمیل پر لوگوں کو کیوں مجبور کیا تھا یہاں تک کہ وہ تنگ آکر سرے سے دین چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور تم نے ان کے واسطے احکام دین میں تغیر و تبدل کر کے ان کو آسان کیوں بنایا) تو امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنسر الدقائق اور صحابیہ اور عالمگیری کے مصنفین کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی البتہ جیسا کہ یہ جو وقت

کرنے کا موقع ضرور مل سکے گا۔ اِنَّا مَرْبُّنَا اَطْعَمَنَا سَادَتَنَا وَكُنْبَرَاءَنَا فَاَضْلَمُوْنَا السَّبِيلَ لَعَنَّا اَتَهُمْ ضَعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا۔

ترجمہ۔ یا اللہ ہم نے تابعداری کی اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی نوگمراہ کیا انہوں نے ہم کو صحیح راستہ سے ۱۔ ۱۔ ۱۔ ہمارے رب انہیں دو چند عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت نازل فرما۔
(ترجمان القرآن بابت جولائی اگست ۱۹۷۱ء حقائق المیزین)

(۴) کمال اتاترک کے لادینی قوانین کے خلاف ترکی میں
اسلامی قانون پر علماء و مشائخ کا اصرار حماقت تھسا
(موردی)

”ایک ترکی کی قوم میں اتنے بڑے انقلاب کی ابتداء ہو رہی تھی دوسری طرف ترکی کے علماء و مشائخ تھے کہ چوتھی صدی کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ وہ ابھی تک فلسفہ و کلام کی وہی کتابیں پڑھانے میں مشغول تھے جنکو پھینک کر زمانہ پانچ سو برس آگے بڑھ چکا تھا۔ وہ اب بھی اپنے دعوؤں میں قرآن کی وہی تفسیریں اور وہی ضعیف حدیثیں سنارہے تھے جن کو سن کر آجکل کے دماغ صرف ان مفسرین اور محدثین ہی سے نہیں بلکہ خود قرآن اور حدیث سے بھی منحرف ہو جاتے ہیں وہ اب بھی اصرار کر رہے تھے کہ ترکی قوم میں وہی فقہی قوانین نافذ کئے جائیں گے جو شافعی اور کنز الدقائق میں لکھے ہوئے ہیں۔“

”پرانے مذہبی خیال کے لوگ نوجوان ترکوں پر کفر و فسق کا فتویٰ لگا رہے ہیں مگر ان کو خبر نہیں کہ زیادہ گنہگار تو ترکی کے علماء و مشائخ ہیں انہیں کے جودنے ایک مجاہد قوم کو اس میت سے فرحیت کی طرف ڈھکیا ہے۔“

(تنقیحات صفحہ ۸۳ تا ۸۵۔ سہ ۳۹ ع)

(۵) دنیا کو ایک نئے اسلام کی ضرورت ہے، پرانا ڈھانچہ بوسیدہ ہو چکا ہے
(موردی)

”اسلام میں ایک نشاۃ جدیدہ کی ضرورت ہے پرانے اسلامی مفکرین و متفقین کا سرمایہ اب کام نہیں دے سکتا دنیا اب بہت آگے بڑھ چکی ہے اس کو اب ایسے پاؤں ان منازل کی طرف واپس لیجانا ممکن نہیں ہے جن سے وہ چھ سو برس پہلے گزر چکی ہے۔“ (تنقیحات صفحہ ۱۶ سہ ۳۹ ع)

(۶) (۲) قتبہ کا نیا مجموعہ۔

قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے لئے کارآمد نہیں ہیں

”چند ایسے فضلاء کی خدمات حاصل کی جائیں جو مذکورہ بالا علوم پر جدید کتابیں تالیف کریں خصوصیت کے ساتھ اصول فقہ، احکام فقہ، اسلامی معاشیات، اسلام کے اصول عمران اور حکمت قرآن پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہیں کیونکہ قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے لئے کامد نہیں ہیں ارباب اجتہاد کے لئے تو بلاشبہ ان میں اچھا مواد مل سکتا ہے مگر ان کو جوں کتابوں کے موجود زمانے کے طلبہ کو پڑھانا بالکل ہی بے سود ہے۔“

(”مقیحات“ ص ۶۲-۶۴)

(ب) ”ایک نیا مجموعہ قوانین اسلام کا مرتب کرنے کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ قدیم فقہی کتابوں میں جتنے احکام بیان کئے گئے ہیں ان میں زیادہ تر عام انسانی حالات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ان احکام کو لفظ بلفظ لیکر ہر جگہ ہر معاملہ پر بے تکلف جاری کر دینا اصل غلط ہے ان کی صحیح تنقید موقوف ہے اس پر کہ :-

اولاً جس اسلامی معاشرے میں ان کو نافذ کیا جا رہا ہے اس کے اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور معاشی حالات کو پیش نظر رکھا جائے یہ بھی دیکھا جائے کہ ان کے اجتماعی عادات و خصائل اور رسم و رواج کس قسم ہیں وہ کس ماحول میں رہتے ہیں اس ماحول کے ان پر کیا اثرات ہیں اور ان کی سیرت اور ان کے معاملات میں اسلام کا اثر کس قدر قوی یا ضعیف ہے، بیرونی اثرات سے ان کے اسلامی فضائل میں کس قدر فرق واقع ہوا ہے اور تمدنی حالات سے معاملات کی فقہی حیثیت میں کیا تغیرات رونما ہوئے ہیں۔“

ثانیاً ہر مقدمہ کے مخصوص انفرادی حالات پر نظر رکھی جائے فریقین کی سیرت، عمر، تعلیم، جسمانی حالت، معاشی اور تمدنی حیثیت، گزشتہ تاریخ، خاندانی روایات، اور ان کے طبقے کے عام حالت، سب پر نگاہ ڈال کر رائے قائم کی جائے ایک خاص جزوی معاملہ میں ان پر قانون کا نفاذ کس طریقہ سے کیا جائے جس سے قانون کا مقصد بھی ٹھیک ٹھیک پورا ہو جائے اور اصول قانون سے انحراف بھی نہ ہونے پائے۔“

(مقوق الزوجین - اپریل ۱۹۲۶ء ص ۹)

(مردودی)

فقہاء کے اجتہادات اس زمانہ میں ناقابل اطلاق ہیں
معاشرہ کی تبدیلی کے ساتھ قوانین اسلام میں رد و بدل

(۷)

(الف) ”قدیم فقہی کتابوں میں جتنے احکام بیان کئے گئے ہیں ان میں زیادہ تر عام انسانی حالات کو پیش نظر رکھا گیا ہے ان احکام کو لفظ بلفظ لے کر ہر جگہ ہر معاملہ پر بے تکلف جاری کر دینا اصل غلط ہے ان کی صحیح تنقید موقوف ہے اس پر کہ اولاً جس اسلامی جماعت میں ان کو نافذ کیا جا رہا ہے اس کی اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور معاشی

باب

احکام شریعت میں قطع برید

(۱) متعہ کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں (مودودی)
 متعہ کی حرمت قرآن سے ثابت ہے (حضرت شیخ الہند)

سورہ مومنوں کی آیت۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوحِهِمْ حَافِظُونَ اِلَّا عَلَىٰ اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ط۔ (اور کامیاب ہیں وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں سوا اپنی بیویوں اور باندیوں کے) کی تفسیر میں مودودی لکھتے ہیں۔
 ”بعض لوگوں نے متعہ کی حرمت بھی اس آیت سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ان کا استدلال یہ ہے کہ ممنوعہ عورت نہ تو بیوی کے حکم میں ہے اور نہ لونڈی کے حکم میں۔ لونڈی تو ظاہر ہے کہ وہ نہیں ہے اور بیوی اس لئے نہیں ہے کہ زوجیت کے لئے جتنے قانونی احکام ہیں ان میں سے کسی کا بھی اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ وہ نہ مرد کی وارث ہوتی ہے۔ نہ مرد اس کا وارث ہوتا ہے، نہ اس کے لئے عدت ہے، نہ طلاق، نہ نفقہ نہ ایلا، نہ ظہار، نہ لعان وغیرہ بلکہ چار بیویوں کے مقررہ حصے بھی وہ مستثنیٰ ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ آیت تحریم متعہ کے بارے میں صریح بھی نہیں اور اس سے تحریم پر استدلال اُن ثابت شدہ احادیث کے بھی خلاف ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے فسخ مکہ تک جائز رکھتے رہے لہذا متعہ کی حرمت قرآن کے کسی صریح حکم پر مبنی نہیں بلکہ سنت پر مبنی ہے اور متعہ کو مطلقاً حرام قرار دیتے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں سنیوں اور شیعوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں بحث و مناظرہ نے بجا شدت پیدا کر دی ہے ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آجاتا ہے جس میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زانیہ یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ایسے حالات میں زانیہ کی نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے مثلاً فرض کیجئے کہ ایک جہاز سمندریں ٹوٹ جاتا ہے۔ اور ایک مرد عورت تختے پر بیٹھے ہوئے ایک انسان

جزیرہ میں جا پہنچتے ہیں جہاں کوئی آبادی موجود نہ ہو وہ ایک ساتھ رہنے پر مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ باہم خود ہی ایجاب و قبول کر کے اس وقت تک کے لئے عارضی نکاح کر لیں جب تک وہ آبادی میں نہ پہنچ جائیں کم و بیش ایسے ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہو سکتی ہیں۔ متعہ اسی طرح کی اضطراری حالتوں کے لئے ہے یہ جواز مجامعت اضطرار اور ابدی حرمت کے خلاف نہیں ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ ہے بالکل اسی طرح جیسے مردار کو بحالت اضطرار کھا لینا اس ابدی حرمت کے خلاف جو قرآن سے ثابت ہے۔“

(ترجمان القرآن جلد ۴، ۱۷ اگست ۱۹۵۵ء)

(۲) **متعہ کی حرمت کا قرآن سے ثبوت** | وَأَحِلُّ لَكُمْ مَا دَرَأَ ذَالِكُمْ أَنْ تَبْغُوا بِأَمْوَالِكُمْ

فَحَصِينٌ عَثُوْهُ مُسْفِحِيْنَ ط کی تشریح میں حضرت شیخ الہند رحمہ فرماتے ہیں:۔
 ”یعنی جن عورتوں کی حرمت بیان ہو چکی ان کے سوا سب حلال ہیں چار شرطوں کے ساتھ، اول یہ کہ طلب کر دہ یعنی زبان سے ایجاب و قبول دونوں طرف سے ہو جائے، دوسری یہ کہ مال یعنی مہر دینا قبول کروں تیسری یہ کہ ان عورتوں کو قید میں لانا اور اپنے قبضہ میں رکھنا مقصود ہو صرف مستی لگانا اور شہوت رانی مقصود نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے یعنی ہمیشہ کے لئے وہ اس کی زوجہ ہو جائے چھوڑے بغیر کبھی نہ چھوٹے مطلب یہ کہ کوئی مدت مقرر نہ ہو اس سے متعہ کا حرام ہونا معلوم ہو گیا۔“

(ترجمہ و تفسیر حضرت شیخ الہند و علامہ عثمانی ج)

(۳) **نماز قصر کے لئے مسافت کا شریعت میں کوئی تعین نہیں** | (مودودی)

”فقہاء کے آراء اس معاملے میں مختلف ہیں چنانچہ قصر صلوٰۃ کے لئے کم از کم ۹ میل اور زیادہ سے زیادہ اڑتالیس میل کا نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ سے اس معاملہ میں کوئی صریح ارشاد منقول نہیں ہے۔ فص صریح کی غیر موجودگی میں جن دلائل سے استنباط کیا ہے اس کے اندر مختلف اقوال کی گنجائش ہے۔ صحیح یہ ہے کہ قصر کے لئے مسافت کا ایسا تعین جس میں ایک نقطہ خاص سے تجاوز کرتے ہی قصر کا حکم لگایا جاسکے شارع کا منشا نہیں ہے شارع علیہ السلام نے سفر کے مفہوم کو عرف عام پر چھوڑ دیا ہے۔“

رسائل مسائل جلد اول ص ۲۱۲

(۴) قرأت خلف الامام میں مودودی مسلک (مودودی)

”جو کچھ میں نے تحقیق کیا ہے اس کی رو سے صحیح مسلک یہ ہے کہ جب امام باواز پڑھ رہا ہو تو مقتدی خاموش رہے اور جب امام آہستہ پڑھ رہا ہو تو مقتدی بھی فاتحہ پڑھے اسی طرح حکم قرآنی اور کسی حدیث کی خلاف ورزی کا خدشہ نہیں رہتا اور تمام مختلف دلائل کو دیکھ کر یہ ایک متوسط طریقہ اخذ کیا جاسکتا ہے“
نوٹ:۔ اس مسئلہ کو حضرت شیخ الہندؒ کی کتاب ایضاح الادلہ میں ملاحظہ فرمائیں اس کتاب میں خود رجحانین کے اجتہادات کی قلعی کھولی گئی ہے“ (مؤلف)

(۵) اسوۂ سنت اور بدعت کا تصور مودودی کی نظر میں (مودودی)

(الف) ”اسوۂ اور سنت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکہ دین میں تحریف کا جب سمجھتا ہوں جو بالعموم آپ حضرات کے ہاں رائج ہیں آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول یا اسوۂ رسول ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسولؐ بعینہ وہ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء مبعوث کئے جاتے رہے مگر میرے نزدیک صرف یہ نہیں کہ یہ سنت کی تعریف نہیں ہے بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور ان پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے“
(رسائل مسائل جلد اول ص ۳)

نوٹ:۔ لیکن سنت عام طور پر اسی امر کو کہا جاتا ہے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہو۔ خواہ وہ قول نبی ہو یا فعل یا کسی کے عمل پر سکوت۔ اس معنی میں علماء اصول حدیث کے نزدیک سنت اور حدیث ایک ہی چیز ہے لیکن ان لوگوں کے قول کے مطابق جنہوں نے حدیث کو صرف آنحضور کے قول میں منحصر کیا ہے سنت عام ہوگی اور حدیث خاص۔ (فتح الملہم مقدمہ ۲۔ علامہ عثمانی ر)

(ب) ”مجھے افسوس ہے کہ بڑے بڑے علماء خود حدود شرعیہ کو نہیں سمجھتے اور ایسے فتوے دیتے ہیں جو صریحاً حدود شرعیہ سے متجاوز ہیں، داڑھی کے متعلق شارع نے کوئی حد مقرر نہیں کی علماء نے جو حد مقرر کرنے کی کوشش کی ہے وہ بہر حال ایک استنباطی چیز ہے اور کوئی استنباط کیا ہوا حکم وہ حیثیت حاصل نہیں کر سکتا جو نص کی ہوتی ہے کسی شخص کو اگر فاسق کہا جاسکتا ہے تو صرف حکم منصوص کی خلاف ورزی پر حکم مستنبط کی خلاف ورزی فسق کی تفسیر

میں نہیں آتی۔ وغیرہ وغیرہ۔“

(رسائل مسائل حصہ اول ص ۱۸۵، ۱۸۶)

(۶) حقوق الزوجین (مودودی)

(الف) ”اگر عورت پر الزام لگانے کے بعد شوہر لعان سے انکار کرے تو جہور کی رائے میں وہ کافی نہیں بلکہ قید کا سزاوار ہوگا۔ اسی طرح اگر شوہر کے لعان کے بعد عورت لعان سے انکار کرے تو شافعی اور مالک رحمہما اللہ کی رائے یہ ہے کہ اس کو جرم کیا جائے گا۔ اس باب میں امام اعظمؒ کا مذہب زیادہ صحیح اور مبنی پر مصلحت ہے۔ لیکن ہندوستان کا موجودہ حالات میں اس کی گنجائش نہیں ہے کہ لعان کے انکار کرنے کو جرم مستلزم قرار دیا جائے۔ اس لئے سر دست ضابطہ شرعیہ میں اس کے لئے مناسب شکل یہ ہوگی کہ اگر مرد لعان سے انکار کرے تو عورت کو اس پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کرنے کا حق دیا جائے۔“ (حقوق الزوجین ص ۱۹)

نوٹ:- یہ اجتہاد بلا دلیل ہے۔

(ب) ”تطلیقات و مجلس واحد پر ایسی پابندیاں عادی کردی جائیں جن کی وجہ سے لوگ اس فعل کا ارتکاب نہ کر سکیں مثال کے طور اس کی ایک صورت یہ ہے کہ مطلقہ عورت کو جسے میک وقت تین طلاقیں دی گئی ہیں عدالت میں ہر جانے کا دعویٰ کرنے کا حق دیا جائے اور ہر جانے کی مقدار کم از کم مہر کی نصف مقدار تک مقرر کیا جائے۔“

نوٹ:- یہ اجتہاد بلا دلیل ہے۔ (حقوق الزوجین ص ۱۹)

(ج) ”یہ مسئلہ کہ باپ اور اور دادا کو نابالغ پر ولایت اجبار حاصل ہے اور ان کے کئے ہوئے نکاح میں بڑی کو خیال بلوغ استعمال کرنے کا حق نہیں ہے قرآن مجید کی آیت یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔“

پھر پانچ وجوہات بیان کر کے ارشاد ہے:-

”ان وجوہ سے فقہ کے اس جزیہ پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور مصالح کا انعقاد یہ ہے کہ اس خالص اجتہادی مسئلے میں ترمیم کر کے صغیر و صغیرہ کو ہر حال میں خیال بلوغ دیا جائے۔“

(حقوق الزوجین ص ۱۹)

نوٹ:- حضرت عائشہؓ کے معاملہ میں ایسا نہیں ہوا۔

(۷) حلت اور حرمت میں مودودی کا اجتہاد (مودودی)

”مگر اس کے بعد پھر مختلف چیزوں کی حلت و حرمت میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔ مثلاً پالتو گدھے کو امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ حرام قرار دیتے ہیں لیکن بعض دوسرے

فقہا کہتے ہیں کہ وہ حرام نہیں ہے۔

درندہ جانوروں اور شکاری پرندوں اور مردار و خورد حیوانات کو حنیفہ مطلقاً حرام قرار دیتے ہیں لیکن امام مالک اور اوزاعی کے نزدیک شکاری پرندے حلال ہیں۔ لیٹ کے نزدیک بلی حلال ہے۔ امام شافعی کے نزدیک صرف وہ درندے حرام ہیں جو انسان پر حملہ کرتے ہیں۔ جیسے شیر، بھیریا، چیتا وغیرہ۔ عکرمہ کے نزدیک کوا اور بکجو دونوں حلال ہیں۔ اس طرح حنیفہ تمام حشرات الارض کو حرام قرار دیتے ہیں مگر ابن ابی سلی، امام مالک اور اوزاعی کے نزدیک سانپ حلال ہے۔ ان تمام مختلف اقوال اور ان کے دلائل پر غور کرنے سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ دراصل شریعت الہیہ میں قطعی حرمت ان چار چیزوں کی ہے جن کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے (مردار، بہتا ہوا خون، خنزیر، غیر اللہ کے نام کا مذبحہ) ان کے سوا دوسری حیوانی غذاؤں میں مختلف درجوں کی کراہت ہے جن چیزوں کی کراہت صحیح روایات کے مطابق نبی صلعم سے ثابت ہے وہ حرمت کے درجہ کے قریب تر ہے اور جن چیزوں میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہوا ہے ان کی کراہت مشکوک ہے۔ رہی طبعی کراہت یا طبقاتی کراہت یا قومی کراہت تو شریعت الہی کسی کو مجبور نہیں کرتی کہ وہ خواہ مخواہ ہر اس چیز کو ضرور ہی کھائے جو حرام نہیں کی گئی ہے۔“

(تفہیم القرآن طبع دوم ۱۹۵۲ء)

نوٹ:۔ غفہ لمحیہ از مولانا محمد قاسم صاحب مطالعہ کریں

سینما فی نفسہ جائز ہے | (مودودی)

(۸)

”میں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ خیال ظاہر کر چکا ہوں کہ سینما بجائے خود جائز ہے۔ البتہ اس کا ناجائز استعمال اس کو ناجائز کر دیتا ہے۔ سینما کے پردے پر جو تصویر نظر آتی ہے وہ دراصل تصویر نہیں بلکہ پرچھائیں ہیں۔ جس طرح آئینہ میں نظر آیا کرتی ہے۔ اس لئے وہ حرام نہیں رہا وہ عکس جو فلم کے اندر ہوتا ہے تو وہ جب تک کاغذ یا کسی دوسری چیز پر چھاپ نہ لیا جائے نہ اس پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ وہ اس کاموں سے کسی کام کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے جس سے باز نہ رہتے ہی کی خاطر شریعت میں تصویر کو حرام کیا گیا ہے ان وجوہ سے میرے نزدیک سینما بجائے خود مباح ہے۔“

سینما کے پردے کی تصویر دراصل سایہ ہے وہ تصویر ہی نہیں اور فلمی عکس کو جب تک کاغذ پر چھاپ نہ دیا جائے وہ بھی تصویر نہیں ہے۔ جن امور سے باز رہنے کی خاطر تصویر کو حرام کیا گیا ہے وہ فلم کی تصویروں میں نہیں ہیں۔“

(رسائل مسک جلد دوم ص ۲۹۱)

نوٹ:۔ سینما کے بارے میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا ایک بصیرت افروز مضمون ہے جس میں فقہی دلائل کے

ماتحت بتایا گیا ہے کہ سینما دیکھنا جائز نہیں ہے یہ مضمون اخبار مدینہ مجبور میں شائع ہوا تھا۔ اگر یہ مضمون دستیاب ہو گیا تو ہم انشاء اللہ سلسلہ میں اس کو شائع کریں گے۔ سلسلہ میں انشاء اللہ مودودی کے گمراہ کن خیالات کا جواب دیا جائے گا۔

(مولانا محمد قاسم صاحب ج)

۹) احکام مستخرجہ کا خلاف بھی موجب فسق ہے

فقہاء در باب اقوال مستخرجہ دو منصب رکھتے ہیں ایک تو یہی منصب استخراج و انتساب دوسرے منصب روایت یعنی یہ کہنا کہ اس حکم کے لئے کوئی ماخذ ہے کیونکہ یہ منصب ثانی اگر اُن کے لئے تجویز نہ کیا جائے تو یہ معنی ہوں کہ لوگ کذاب اور دروغ گو تھے سو باوجود آثار صدق و دیانت اگر کسی کو کذاب کہنا جائز ہے تو راویان حدیث صحیح کے کذاب کہہ دینے سے کون مانع ہے۔ وجوب متعلق احکام مستخرجہ فقہاء مسلمین وجوب متعلق احکام منصوصہ سے رتبہ میں کم ہوگا مگر یہ کمی ایسی ہی ہوگی جیسے نماز کی فرضیت اور روزہ کی فرضیت میں تفاوت کمی یعنی ہے اس لیے یہ کہنا تو غلط کہ قابل تسلیم نہیں ہاں یہ بات مسلم ہے کہ اس کے انکار سے کفر عام نہیں ہوتا پر انکار تو حدیث واحد کا بھی موجب کفر نہیں اگر ہے تو موجب فسق ہے سو وہی فسق یہاں بھی لازم آئے گا بہت نہیں تھوڑا ہی سہی لیکن اتنا اور ملحوظ رکھنا چاہیے کہ منصب مذکور کے حاصل ہونے سے پہلے خود رائی ایسی ہے جسے اندھا بے کسی کی ہدایت کے رہروں اختیار کرے فقط عربی ترجمہ کر لینے سے یہ بات حاصل نہیں ہو جاتی اگر کوئی شخص عربی دان حافظ کلام اللہ و حدیث بھی ہو تو کیا ہے اندھا شمع کے ہاتھ میں لے لینے سے سو جھٹکا نہیں ہو جاتا۔ اور پیساری و واؤں کے جان لینے سے طبیب نہیں بچتا باقی تفاوت واقع فیما بین انبیاء اور علماء کرام مسلم مگر یہ تفاوت قاصر وجوب مذکور نہیں ورنہ وہ تفاوت جو خدا کے تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام میں واقع ہے اس تفاوت سے زیادہ ہے جو پیغمبروں اور اُن کی امتوں میں ہوتا ہے سو اگر محض تفاوت موجب سقوط اعتبار ہے تو یہ بات تو دور تک پہنچتی ہے اور اگر اضافت خداوندی یعنی یہ بات کہ اقوال انبیاء کرام درپردہ فرمودہ خدا تعالیٰ ہوتے ہیں موجب وجوب اتباع ہے تو یہاں بھی یہ اضافت اپنا کام کرے گی۔

(تصفیۃ العقائد ص ۱۲۱ - مولانا محمد قاسم صاحب ج)